روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک

رسالہ "اوم" دہلی

P. SABHA AMEPHA
LIBRARY
No ....
Date..........
JAMMU

March 1972

Bhagwati Durga

Price Rs. 1-50

Editor: G.N. NANDA

روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک

اوم
دہلی

فہرست مضامین
بابت مارچ سنہ ۱۹۷۲ء

16/-
چندہ سالانہ سولہ روپے
وی، پی منگوانے پر ۲ روپیہ زائد
فی پرچہ -/1.50
ممالک غیر سے سمندری ڈاک 25/- روپے
بذریعہ ہوائی ڈاک 55/- روپے
رقم بذریعہ فارن پوسٹل منی آرڈر بھیجنے کی کرپا کریں۔
"پوسٹل آرڈر یا چیک ارسال نہ کریں"
ایڈیٹر
گورکھ ناتھ نندہ

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
۱	درشن ساری بے روپ نایا۔ (نظم)	شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج	۲
۲	من بڑا چنچل ہے۔	ایڈیٹر	۳
۳	لمعات گیتا۔	شری جگن ناتھ عفی	۶
۴	صلح کر جنگ گنگا ترنگ	سوامی رام	۸
۵	اچھا ہے (نظم)	شری رام لال سالک	۱۲
۶	یوگ کی حقیقت	مہرشی اروبندو جی	۱۳
۷	آتم سمرپن کا سنکلپ	ایضاً	۱۶
۸	آدرش آرتی۔ (منظوم)	شری کلجس رائے صابر	۱۸
۹	اشٹانگ یوگ کی ودھی	(شریمد بھاگوت سے)	۱۹
۱۰	انہد بین۔	نام دیو جی کی بانی	۲۱
۱۱	علم الروح۔ (نام سمرن)	سوڈھی جوگند رسنگھ جی	۲۳
۱۲	بنا شبد بجاوے جوگی۔	بانی گورو گرنتھ صاحب	۲۵
۱۳	پاپ پنیہ۔	ایڈیٹر	۲۹
۱۴	کام کیا باقی رہا۔	ماخوذ	۳۰
۱۵	منگل کا برت۔	ایڈیٹر	۳۱
۱۶	مورتی میں بھگوان۔	دیوان دیس راج جی نندہ	۳۲
۱۷	پورن شردھا	شری جگن ناتھ جی صفی	۳۵
۱۸	وہ اور ہم۔	کوی لوکناتھ دل	۳۹
۱۹	خطوط گوبند	شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج	۴۰
۲۰	جیون جنتی سنت جن پالنتی۔	بانی گورو گرنتھ صاحب	۴۳
۲۱	ہم کام کرنا بھول گئے ہیں۔	شری ایچ۔ ایل نڈہیرہ	۴۴
۲۲	تیرے ارپن کر دیا جو کام بھی میں نے کیا	پنڈت ستیہ پال جی عارف	۴۷
۲۳	ناخدا کوئی نہ تھا جب سامنے ساحل نہ تھا	ایضاً	۴۷
۲۴	شری سیان تپسوی جی مہاراج	شری لابھ چند کوہلی	۴۸

باہتمام شری گورکھ ناتھ نندہ۔ ایڈیٹر پرنٹر پبلشر و مالک نے سود لیتھو پریس ٹھپوڑی ہاؤس دہلی ۲ سے چھپوا کر دفتر رسالہ اوم اجمیری گیٹ دہلی مکان نمبر ۲۰۶۴ سے شائع کیا۔

اوم اوم

درشش ساری ہے روپ مایا

از قلم شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج شاگرد الرشید شری سوامی رام تیرتھ جی مہاراج

نہ کوئی تیرا نہ تو کسی کا یہ محض تیرا [illegible]یال پیارے
نہیں یگانہ نہ کوئی اپنا۔ ہے جملہ یہ من کا خیال پیارے

تمہارے آگے یہ ہو رہا ہے تماشا دُنیا و آخرت کا
کبھی ہو اچھا کبھی ہو ناقص تمہیں نہ ہرگز زوال پیارے

یہ وید کہتا ہے تمکو اکرتے نہ کچھ بھی کرتے نہ بھوگتے ہو
نہ جنم تمکو ہے نا ہیں مرنا۔ ہمیشہ یکساں ہو حال پیارے

ہے ست چیتن سروپ تیرا۔ جو ساکھی سب کا ہیں جسکو کہتے
درشش ساری ہے روپ مایا۔ یہ جان قیل و مقال پیارے

نہ ستا اسکی ہے کچھ ذرا بھی تیرے سہارے یہ کام کرتی
تیری ہی ستا کو پا کے ویسے۔ تیرے ہی رہتی ہے نال پیارے

بغیر منشا و حکم تیرے نہیں ہے بنتا درشش کا ہونا
تیرے اشارے سے بھٹ اُڑے بھی تو ہی ہے کالوں کا کال پیارے

تو ہی ہیں سب کا آدھار ایکو۔ یہ درشش ساری ہے تجھ میں کلپت
سروپ تیرا ہے برہم آتم۔ نہ تو ہے کالا یا لال پیارے

اٹھاؤ فرضی نگاہ کو یکدم۔ حقیقی آنکھوں کو کھول دیکھو
سوائے آتم نہ اور کچھ بھی تمام چت کی ہے چال پیارے

یہ چت چنتن بھی کہن ماتر۔ دوئی [illegible] تمہارے آگے
میں ایک آتم ہوں جان ایسا [illegible] ہے [illegible] پیارے

گوبند پرکاش

(ہندی) مصنفہ شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج۔ مضبوط سالم کپڑے کی سنہری جلد میں ملبوس۔ صفحات 640 قیمت ۴/۱۲ روپے علاوہ ڈاک خرچ ۱۲/ دفتر رسالہ اوم اجمیری گیٹ دہلی ۶ سے حاصل کریں۔

اوم

من بڑا چنچل ہے

(ایڈیٹر)

ارجن نے کہا:-

चञ्चलं हि मनः कृष्ण प्रमाथि बलवद्दृढम् ।

तस्याहं निग्रहं मन्ये वायोरिव सुदुष्करम् ॥ (गीता ६-३४)

یہ چنچل من اپدروی۔ زبردست۔ اپنی دُھن کا پکّا اور ہٹھیلا ہے۔ اس کا نگرہ کرنا میں (ارجن) وایو کے سمان مُشکل مانتا ہوں۔

تشریح:- سنسار میں سب سے بڑی شکتی من کی شکتی مانی گئی ہے۔ کیونکہ پرکرتی (مایا) کے ستوگُن انش سے یہ من بنا ہے۔ اسلئے اس کو وش میں کرنا گویا پرکرتی شکتی کو وش میں کرنا ہے۔ اور بھگوتی دُرگا نے جیسے شیر پر سواری کر رکھی ہے۔ ویسے ہی ایک گیانی یوگی اس من رُوپی شیر پر سواری کرتا ہے۔ جیسے بھگوان کرشن نے کالی ناگ ہزار مُکھوں والے پھنیر سانپ) کے ناک میں نکیل ڈالکر اور اُس کے سر پر کھڑے ہوکر ناچ کیا تھا۔ ایسے ہزار ہا سنکلپ وکلپ کرنے والے من کو گیان کی نکیل ڈالکر اس کو اپنے ادھین کرنا کسی مہان شکتی شالی گیانی اور یوگی کا ہی کام ہے۔

آؤ! جیسے ارجن نے اپنے رتھ کے گھوڑوں کی باگیں پُورن اوتار پُورن یوگی یا پربرہم پرمیشور بھگوان کرشن کے سپرد کر دی تھیں ایسے ہی ہم اپنے من کی باگیں پربھو بھگوان کرشن کے ہاتھوں دیکر بے فکر ہو جاویں۔

شری بھگوان بولے:-

असंशयं महाबाहो मनो दुर्निग्रहं चलं ।

अभ्यासेन तु कौन्तेय वैराग्येण च गृह्यते ॥ ३५ ॥

ہے مہا باہو! بے شک من بڑا چنچل ہے۔ اس کا روکنا بہت ہی کٹھن ہے۔ لیکن ہے کنتی پُتر! ابھیاس اور ویراگ سے یہ روکا جا سکتا ہے۔ (ادھیائے 6 شلوک 35)

تشریح:- من کی چنچلتا اور اسے روکنے کی کٹھنائی کو سویکار کرتے ہوئے بھگوان شری کرشن فرماتے ہیں۔ کہ من کو وش میں کرنا واقعی ایسے ہی مشکل ہے۔ جیسے مُٹھی میں وایو کو روکنا۔ تاہم یہ "ویراگیہ اور ابھیاس" کے ذریعے روکا جا سکتا ہے۔

ویراگیہ۔ ویراگیہ کے معنی ہیں۔ راگ سے رہت ہونا۔ لوک اور پرلوک کے سبھی وشیوں سے آسکتی اور کامنا کا نہ رہنا ویراگیہ ہے۔ جب تک جاگیا سُو کو نشچے نہیں ہو جاتا کہ سنسار سوپن کی طرح متھیا اور استیہ ہے۔ جیسے سوپن کا جگت محض سوپن کی حالت میں ہی ست پرتیت ہوتا ہے۔ جاگنے پر اُس کا نام و نشان نہیں رہتا۔ اسی طرح آتمک گیان ہونے پر یہ استھول جگت (جسکی وہوارک ستا کو ویدانت شاستر قبول کرتا ہے) کی ہستی محض خیالی رہ جاتی ہے۔ واقعی اگر غور کیا جائے۔ تو یہ تمام جاگرت جگت محض ہمارے خیال میں ہے۔ خیال کے شانت ہونے پر یہ بھی شانت ہو جاتا ہے۔ چونکہ اس جگت میں دو سنکلپ کام کرتے ہیں۔

ایک تو سرشٹی کے آد میں بھگوان نے (برہما کے روپ میں) "ایوم بہوشیاما" "میں ایک ہوں انیک روپ ہو جاؤں" ایسا سنکلپ کیا۔ دوسرا سنکلپ جیو کا ہے۔ جس سے بھگوان کے سنکلپ سے رچے ہوئے اس سنسار کے اندر ہی جیو سرشٹی بن گئی ہے ہر ایک جیو نے اپنے ہی سنکلپ دوارہ علیحدہ علیحدہ سرشٹیاں رچ لی ہیں۔ اور اپنی خودی کے کارن اگیان اوستھا میں دکھ سکھ کا انوبھو کرنے لگا ہے۔ ورنہ بھگوان کی رچی ہوئی سرشٹی میں تو حقیقتاً کوئی دکھ اور کلیش نہیں ہے۔ اور اصلیت میں بھگوان (چیتن ستا) میں کچھ بنا یا بھی نہیں۔ جیسے رسی میں سانپ کی کلپنا۔ سیپی میں چاندی۔ ریگستان میں سورج کی کرنوں سے چمکتی ہوئی ریت میں پانی کی کلپنا۔ سونے میں زیور۔ مٹی میں برتن۔ ایسے ہی ست چت آنند سروپ بھگوان میں سنسار کی کلپنا کر کے جیو دکھی سکھی ہو رہا ہے۔

یہ جگ ہر کا روپ ہے۔ ہر روپ نظری آئیا۔ نانک

ق۔ قدرت نہیں خدا قادر قدرت وچ ہی آپ سمایا اے

جب نام روپ سنسار سے نظر اٹھ گئی۔ اور سنسار کو برہم روپ ہی جانا۔ پھر من ان متھیا نام روپ پدارتھوں کی (مرگ ترشنا کے جل کی طرح) کیوں کامنا کریگا۔

جب سرب برہم ہی جانا۔ پھر ڈر کیسا سنسار سے
ہوئی دور جلن اس تن کی۔ نہیں خواہش ہے اب دھن کی
سب مٹی او دیا من کی۔ دل ایک ہوا دلدار سے
نہیں ہوتا اب گھبرانا۔ جب سرب برہم ہی جانا

جن لوگوں کے نشچے میں یہ سنسار ست ہے۔ وہ سندھیا کریں ہون کریں۔ پرانا یام نیز سرت شبد یوگ کا ابھیاس کریں۔ یا دیگر سادھنوں سے من کو ایکا کرنے کی لاکھ کوشش کرے۔ من کا من مودی کی بتی کی طرح عارضی طور پر شانت اور ستھر تو ہو جائیگا۔ لیکن مستقل طور پر ہرگز نہیں۔ کیونکہ جیسے اندھیرے کو دور کرنے کے لئے پنکھا جھلانا۔ جھاڑو دینا۔ پانی چھڑکنا اور دیگر سادھن کرنا بے سود ہوتا ہے۔ اندھیرا تو صرف روشنی سے ہی دور ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اگیان روپی اندھیرا تو آتم گیان سے ہی دور ہوگا۔ اگیان کے کارن من نے سنسار کو ست سمجھا ہوا ہے اور بھولے ہوئے مرگ کی طرح ریگستان میں جل کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہے۔ اسلئے من کو اگر پورے طور پر وش کرنا ہو۔ تو اس نام روپ سنسار کو ست سمجھنے کی بجائے "متھیا" سمجھو۔ تاکہ اسکی آسکتی ختم ہو۔ پدارتھوں کو ست اور سکھ روپ سمجھنے سے من کی واسنائیں کبھی ختم نہ ہونگی۔ من کو وش میں کرنے کیلئے "برہم ستیم جگت متھیا" کے گیان کو دھارن کرو۔

جن کے عقیدے میں جیو۔ ایشور اور پرکرتی تین ست ہیں۔ وہ سنساری لوگ ہیں۔ ایسے سنساری لوگوں کی سنگت کا تیاگ کرو۔ اور مہا پرشوں کی سنگت کو مقدم سمجھو۔ جب تک من کی واسنائیں ختم نہ ہونگی مکتی کی پراپتی ناممکن ہے۔ اور من کی واسنائیں تب تک ختم نہ ہونگی۔ جب تک سنسارک پدارتھوں میں ست بدھی اور سکھ بدھی ہے۔ اس لئے واجب ہے کہ ہم ان پدارتھوں

کو اور وِشیوں کو استیتہ ۔ بتھیا ۔ اور ڈ [illegible] نہیں جب پُرش کو یہ معلوم ہو جاوے ۔ کہ اِن سندر سُندر پدارتھوں میں زہر ملا ہوا ہے ۔ وہ کبھی اُن کو گرہن نہیں کریگا ۔ ا [illegible] طرح اِندریوں کے وِشئے اور سنسارک پدارتھ گو سُکھ رُوپ نظر آتے ہیں ۔ لیکن ہیں صریحاً دُکھ رُوپ ۔

چلتی چکّی دیکھکر دیا کبیرا روئے
دو پاٹن کے بیچ میں ثابت رہا نہ کوئی

چکّی چل رہی ہے ۔ دانے پسے جا رہے ہیں ۔ لیکن جو دانہ کلّی کے ساتھ لگ جاتا ہے ۔ وہ پسنے سے بچ جاتا ہے ۔ اِسی طرح آتما ۔ (برھم) جو کہ اڈول ۔ نشچل ۔ تغیّر و تبدّل سے مبرّا ہے ۔ اُسی کا آشرہ لیں ۔ اور سنسارک پدارتھوں کی آسکتی کا تیاگ کریں ۔ تاکہ جنم مرن رُوپی سنسار کی چکّی سے بچ جاویں ۔ ہری اوم تت ست ۔

گورکھ ناتھ نندہ

اخبار اتالیق دہلی کی طرف سے ریویو

اوم دہلی کا پرمارتھانک

اردو میں روحانیت کے بلند ترین پرچارک رسالہ اوم کا پرمارتھانک زیر نظر ہے ۔ جسے شری گورکھ ناتھ نندہ گزشتہ نصف صدی سے شائع کر رہے ہیں ۔ زیر نظر پرچہ میں کم و بیش ساٹھ نظمیں اور مضامین ہیں جن میں پرمارتھ کے موضوع نظم و نثر میں خامہ فرسائی کی گئی ہے ۔ دیوان پنڈی داس کا مضمون پرمارتھ علم معرفت و یدانت کی بلندیوں کو چھوتا ہے ۔ دیگر مضامین بھی پرمارتھ کی نفسیاتی طاقتوں کے مظہر ہیں ۔ سہ رنگے رنگین ٹائٹیل پر بھگوان کرشن کی تصویر ہے جس میں ارجن اپنے ہتھیار پھینک رہا ہے ۔ رسالہ کے اندر بھگوان کرشن اور رادھا کی ایک اور سہ رنگی اور چار صفحہ دیگر تصویروں کے ہیں ۔ اس خاص نمبر کی قیمت ۶/۰ روپے ہے جو اوم کا سالانہ چندہ مبلغ ۱۶/۰ روپے ادا کرنے پر مُفت نذر کیا جاتا ہے ۔ ملنے کا پتہ منیجر اوم اندرون اجمیری گیٹ بازار دہلی ۶

فارم ۴ رُول بی FORM IV - RULE - B

ماہوار رسالہ اوم دہلی کی ملکیت اور دوسری تفاصیل کے متعلق ۔ (1) مقام اشاعت دہلی ۶ ۔ اس کی اشاعت کی میعاد ۔ ماہوار ۔ (3) پرنٹر کا نام ۔ گورکھ ناتھ نندہ ۔ (4) قومیت بھارتی ۔ (5) پتہ ۔ معرفت رسالہ اوم اجمیری گیٹ دہلی ۶ مکان نمبر 4062 نزد گلی دیوالی سنگھ والی ۔ (6) پبلیشر کا نام ۔ گورکھ ناتھ نندہ ۔ (7) قومیت بھارتی ۔ (8) ایڈیٹر کا نام گورکھ ناتھ نندہ ۔ (9) قومیت ۔ بھارتی ۔ (۱۰) پتہ معرفت رسالہ اوم اجمیری گیٹ دہلی ۶ (11) اُن افراد کے نام اور پتہ جو اخبار کے مالک اور شراکت دار یا کُل سرمایہ کے حصہ دار ہیں ۔ گورکھ ناتھ نندہ واحد مالک ۔ **تصدیق** ۔ میں گورکھ ناتھ نندہ ۔ پرنٹر و پبلیشر ایڈیٹر اور مالک رسالہ اوم اعلان کرتا ہوں کہ متذکرہ بالا تفصیل میرے علم و یقین کے سچی ہیں ۔ پبلیشر کے دستخط بقلم خود گورکھ ناتھ نندہ 16/2/72

اوم

سماتن گیتا
سکلمنہ سوتر — حقیقی عامل

از پنڈت شری جگن ناتھ صفی
ایم اے، بی ٹی

۱۔ ناسکاں را در جہان دو راہ باشند در نظر — راہِ عرفاں راہِ اوّل داں عمل، راہِ دِگر
۲۔ منزلِ مقصود دارند عارفاں عرفان را — در دلِ ایشاں وحدؔ نورِ حقیقت بے ریا
۳۔ راہِ عرفاں عارفاں گیرند از ترکِ عمل — عاملاں از شوق بگزند، دائما شغفِ عمل
۴۔ عاملاں گرویدۂ راہِ عمل باشند مدام — ادائیگیٔ فرض را دانند عبادت شادکام
۵۔ ہر کہ دل را بر حواس حاوی کند شام و سحر — عمابطِ قالب شدہ منزل رسد او جلدتر
۶۔ بے تعلق از خیالِ ثمر گشتہ نیک خُو — منزلِ مقصود برسد کامران و سُرخرو
۷۔ ہر کہ از ترکِ عمل بہتر بداند شغل را — فرائضِ خود را شناسد بے غرض بے مدعا
۸۔ آں حقیقت کیش مردِ نیک باشد کامراں — از حوادث سر بسر محفوظ دائم شادماں
۹۔ بہتر از ترکِ عمل شغلِ عمل پندار تو — ایں حقیقت را بداں مصروف شو در کارِ تو

ترجمہ

۱-۴) جگیاسوؤں کے لئے اس جگت میں دو مارگ ہیں۔ جن میں سے ... گرہن کرکے وہ اپنے دھیہ کی پراپتی کیلئے یوگیتا پراپت کر لیتے ہیں۔ گیانیوں کے لئے گیان مارگ اور کرم کا ہی مارگ سریشٹ سمجھا جاتا ہے۔ گیانی پریمی پُرش تو کیول گیان پراپتی کے لئے ہی یتن کرتے رہتے ہیں، اور اس کے ہردے میں ستیتا کی جیوتی ہی پرکاشمان ہوتی ہے۔ گیانی اس مارگ پر چلنے کے لئے کرم میں پرورت نہیں ہونا چاہتے۔ وہ اسے بالکل تیاگ دیتے ہیں۔ پرنتو یوگی جن تو ہمیشہ کرم مارگ پر چلنا ہی اپنا مکھیہ ادیش سمجھتے ہیں۔ یوگی جنوں کو تو ہمیشہ کرم مارگ پر چلنے سے ہی پرسنتا پراپت ہوتی ہے۔ اور اپنے اس دھرم پالن کرنے کو ہی وہ ہردے کو پرپھلت کر دینے والی بھگتی مانتے ہیں۔

۵۔ جو جگیاسو اپنے من کے دوارا اندریوں کو بس کر لینے میں سپھل ہو جاتا ہے۔ اس سے اس کا شریر بھی اسکے قابو میں آجاتا ہے اور وہ اپنے ابھشٹ استھان پر شیگھر ہی پہنچ جاتا ہے۔

۶۔ جو کرم کرنے والا جگیاسو کرموں کے پھل کی بھاونا یا اچھا نہ رکھتے ہوئے کرم کرتا ہے یا اُن میں پرورت ہوتا ہے، وہ سپھلتا پُروک اپنے ادیش کو پراپت کر لیتا ہے۔

۷۔ جو جگیاسو کرموں کو تیاگ کر دینے سے ان میں پرورت ہونے کو بہتر خیال کرتا ہے، یعنی ہر حالت میں کرم کرنے کو ہی اپنا مکھیہ دھرم خیال کرتا ہے۔ وہ واستو میں اپنے دھرم کو بھلی بھانتی سمجھتا ہے۔ اور نشکام بھاو سے ہی اس میں لگا رہتا ہے۔

۸ - وہ حقیقت یا واستوتا کو ٹھیک طرح سمجھنے والا جگیاسو دنیاوی کٹھنائیوں سے بچا رہتا ہے۔ اور ہمیشہ پرسن چت ہو کر جیون ونیت کرتا ہے۔

۹ - اس لئے اے ارجن! کرموں کے تیاگ دینے کی نسبت ان کو ٹھیک طرح سے کرتے رہنے کو ہی تو اپنا دھرم بنا۔ اور اس حقیقت یعنی سچائی کو اچھی طرح سمجھکر، اور ذہن نشین کر کے تو کرم کرنے میں ہی پرورت ہو، اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ اور یہی تمہاری سپھلتا کا سادھن ہے۔ "صفی"

---

۱ - ہر کس کہ دل بہ کرشن دہد از عقیدتے — در زندگی او وا رسد از ہر مصیبتے
۲ - حاصل کند او مقصد حیات بالضرور — از ورطۂ عذاب بماند او دور دور
۳ - آں مرد پر شعور مشرف شود بہ نور — گردد بہ فضل کرشن او فرحان و پر سرور
۴ - از نظر لطف رادھا شود فیضیاب او — یابد بہ قرب رادھا عجب آب و تاب او

صفی

ترجمہ۔ (۱) جو شخص اننیہ بھاو سے اور شردھا پورک اپنے آپ کو بھگوان کرشن کے سمرپن کر دیتا ہے۔ اس کو جیون میں کوئی دکھ نہیں پہنچتا۔ (۲) اس سے اس کے جیون کا آدرش پورا ہو جاتا ہے اور وہ دکھ روپی بھنور سے بہت دور رہتا ہے یعنی ان سے ہمیشہ بچا رہتا ہے۔ (۳) اس بدھی مان پرش کے ہردے میں ایک جیوتی پرکاشمان ہو جاتی ہے اور بھگوان کرشن کی کرپا سے وہ ہر طرح سے پرسن چت رہتا ہے۔ (۴) پھر شری رادھا جی کی بھی اس پر کرپا درشٹی ہو جاتی ہے۔ اور وہ انکی سمیپتا کو پراپت کر کے اپنا جیون سپھل کر لیتا ہے۔ صفی

مضامین میں ہندی کے مشکل الفاظ کم استعمال کئے جاویں۔ نئی دہلی مورخہ $10\frac{1}{72}$

عزیزم گوردھن ناتھ جی نمستے۔ آپکی صحت و کام کاج کا کیا حال ہے۔ میری صحت کافی کمزور ہے۔ ویسے اچھا یا راضی ہوں۔ رسالہ اوم بہت گمبھیر ہوتا جاتا ہے۔ اس کو آسان بناویں، تاکہ سب سمجھ سکیں ... ترقی کریگا۔ ہم 84 برس کی عمر میں کس طرح ہندی پڑھیں۔ میں نے آپ کے دو تین خریدار بنائے سب ہی شکایت کرتے ہیں کہ اسمیں مضامین بہت مشکل اور دقیق ہوتے ہیں۔ آپ اپنے لیکھک صاحبان کو سہل اردو اور ہندی لکھنے کیلئے ارشاد فرماویں۔ آپ اپنے خریداران سے دریافت تو کریں کہ ان کو رسالہ اوم کے مضامین سو فیصدی سمجھ آتے ہیں۔ یا 25 یا 50 فیصدی، یہ ضروری ہے کہ انکی رائے معلوم کریں۔ گوپالداس سونی

(سابق سیکریٹری اورینٹل لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ) W.E.A 17-A/35 قرولباغ نئی دہلی ۵

نوٹ۔ ہم اوم کے خریداران صاحبان سے نویدن کرینگے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہا کریں۔ جو مضمون ان کو خاص طور پر پسند آئے اور جو پسند نہ آئے اس سے ہمیں آگاہ کریں۔ ہم ان کے مشکور ہونگے۔"

بزرگوار زیوان گوپالداس جی سونی رسالہ اوم کے دیرینہ سرپرست ہیں۔ جب یہ اورینٹل لائف انشورنس کمپنی لمیٹڈ لاہور کے

سیکرٹری تھے تب اپنی کمپنی کا اشتہار اسمیں شائع کرا کر اسکی مالی امداد کیا کرتے تھے۔ ہمیں اُنکی عزت افزائی ہر طرح منظور ہے ہم کوشش کرینگے کہ رسالہ اوم میں حتی الوسع ہندی کے کٹھن الفاظ استعمال نہ کئے جاویں۔ اوم کے دیگر نامہ نگار بھی اس طرف دھیان دیویں۔

گورکھ ناتھ نندہ ،،

قسط ۲ ! سلسلہ کیلئے اوم پچھیں سالنامہ جنوری ۱۹۷۲ء

گزشتہ سے پیوستہ

صُلح کہ جنگ گنگا ترنگ

(سوامی رام)

اے عالم ظاہری ! کیا تو باغ عالم کے انگوروں کے پتے گننے بیج جانچنے۔ رس تولنے اور جا تو سے اجزا کاٹنے میں BOLANISTS علم نباتات دانوں کی طرح عمر کو رائیگاں کھو دیگا۔ ان گونا گوں انگوروں میں بھرے ہوئے آب انگور کا ذرا ایک دفعہ تو چکھ پھر چاٹ لگ ہی جائیگی۔ ؎

نگاہِ یار جس دن سے نگاہوں میں سمائی ہے
مری آنکھوں میں کانٹا سا کھٹکتا کُل زمانہ ہے

یہ شوخ رُفت رز منہ کو لگی ہوئی تجھے اپنے محبوب سراپا ناز کے برقع و نقاب کو پھاڑنے کی ہمت دیگی۔ اسی مبارک شراب نے پرم ہنس رام کرشن کو بھنگیوں (خاکروبوں) کی جھونپڑی میں "جگدمبا" (مادر گیتی) ماں کالی کے درشن کرائے۔ اپنے سر کے لمبے بالوں سے جھونپڑی کو صاف کرنے لگے۔ اسی شراب وحدت کی ترنگ میں مہا پربھو چیتن (گورنگ سنہائی چاند) نے اپنے جسم کو مادر گیتی پایا اور ممتا کے مارے جو سامنے آیا۔ اس کو جھٹ گود میں اُٹھایا۔ ہائے ! ہائے ! رے اُلفت مادری ! گائے کی طرح اپنے بچوں کو چاٹنے لگے۔ اے چھڑے تک رہ جانے والی سائنس ! دور ہو جا ! میری آنکھوں کے سامنے سے۔ اے فلاسفی کی اوٹ ! دفع ہو جا میرے آگے سے۔ دیکھوں تو سہی۔ یہ نیائے (منطق) اور ویاکرن کا پروفیسر کہاں بھاگا جاتا ہے۔ لے لو ! کرشن کے گلے جا لپٹا۔ اور پریم سے زار و قطار رو رہا ہے + ارے یہ کرشن کہاں ہے ؟ یہ تو ایک نامی بدمعاش کلال خانہ سے شراب پی کر جا رہا تھا + اسے اپنے اندر بدمعاش رکھنے والی غیر دین دویت درشٹی ! احول پن کو ہٹا۔ اُپنشد کے ہسپتال میں آنکھیں بنوا۔ پھر تو اس معاملے میں رائے زنی کے قابل ہوگی۔ فی الحال اپنے بدمعاش کی حالت دیکھ ! وہ اپنے ہر ایک انداز سے۔ ہر ایک قول و فعل سے صاف بول رہا ہے کہ۔ - "میں کرشن ہوں" اس کا بدمعاش پن جبھی تک تھا۔ جب تک "چیتن" کی حق بین نگاہ اس پر نہیں پڑی تھی۔ مسیح حقیقی نے ایک ہی نظارے میں جرائم گناہ کو تا ابد ہٹا دیا۔ اناتھ پاپی سے ترلوکی ناتھ کرشن بنا دیا۔ ؎

قربانِ نگاہ تو شوم باز نگاہے
قربانِ نگاہ تو شوم باز نگاہے

प्रवाहैरश्रूणां नव जलद कोटी इव दृशौ दधानं
प्रमद्यी परम पद कोटेः अह सनम् ।
वसन्तं माधुर्यैरमृत निधि कोटी रिवतनु -
च्छटा मिस्तं वन्दे हरि मह हसन्यासक पदम् ॥

مطلب۔ وہ جسکی آنکھیں ابر بہاری کی طرح لگاتار پانی برسا رہی ہیں۔ جس کے پریم کا اظہار لوگوں کے دلوں میں بہشت و رضوان سے نفرت پیدا کر رہا ہے۔ خوبی اور شیریں ادائی کے باعث جس کے بدن سے آبحیات کا سمندر نکل رہا ہے۔ یہ کوئی اور نہیں ہے۔

آہا ہاہا! سنیاس کے لباس میں پرمیشور ہی ہے۔ جے! جے! جے!!! وہ دیکھنا اس جنگل میں یہ خراب خستہ جھونپڑی کس نے بنا رکھی ہے آؤ دیکھیں تو سہی!

اجی! جانے بھی دو۔ یہ تو کسی بہت نیچ جاتی کی ہے۔ اندر چلے گئے تو پھر نہانا پڑیگا۔ تم بھی تو کس بات کے پیچھے پڑے ہو۔ اب چھوڑو بھی! خیر! رام کے مارے بائدھے جھونپڑی میں گھس تے ہیں۔ "ایں! یہ کون؟" دم بخود رہ جاتے ہیں۔

ناظرین! سمجھے؟ اس جھونپڑی میں کون بیٹھا ہے پہچانتے ہو کہ نہیں؟ کون ہندو یا مسلمان ہے۔ جس نے دسہرے کے دنوں "بول راجہ رامچندر کی جے" نہ سنی ہوگی۔ اور پر تکلف سجاوٹ والی پالکی میں سوار مہاراج کے درشن نہیں کئے ہونگے۔ وہی راجہ رام چندر اب اس پھٹی پرانی چٹائی پر معہ سیتا جی اور لکشمن جی بیٹھے ہیں۔ کیا اداس ہیں؟ اداس کیسے؟ از حد بشاش ہیں۔ چٹائی سے نیچے زمین پر ایک ادنیٰ قوم کی بھیلنی (شبری) بیروں کی بہار میں جنگل سے بیر چُن کر لائی تھی۔ اس نے سب قسموں کے بیر چکھ چکھ کر میٹھے میٹھے قسم کے بیر بھگوان رام کے لئے الگ جمع کر دیئے تھے اور باقی کھا گئی تھی۔ وہ بھیلنی کے سوکھے ہوئے میٹھے میٹھے سرخ رنگ کے بیر ہاتھ بڑھا کر میٹھی میٹھی زبان سے بھگوان مانگ مانگ کر کھا رہے ہیں۔ اور آنند کے سمندر میں ڈبھوا ہو رہے ہیں۔

بھگت کے بس میں ہیں بھگوان

مریادہ پرشوتم راجہ رام چندر جی کی یہ حالت دیکھکر بھی کیا ہند میں سیمپردائی جھگڑے اور تعصب کی بو رہ جائیگی؟ بھیلنی کا ٹوٹا پھوٹا مکان دیکھکر طبیعت شائد دق ہوگئی ہوگی۔

آؤ اب دہلی کی سیر کرائیں۔ براہمنوں اور راجاؤں مہاراجاؤں کی شان دکھائیں۔ بگیہ کی دھوم دھام میں کہیں ساتھ نہ چھوڑ دینا۔

آہاہا! یہ کیا؟

یہ پیر (پاؤں) کن نازک انگلیوں نے پکڑ لئے؟ یہ چرن کون دھونے لگا؟

ناظرین! کچھ پتہ لگا؟ روئے زمین کے شاہنشاہان فولاد بازو ادھر جس کے چرنوں کی خاک حاصل کرنے کو ویسے ہی تڑپتے تھے جیسا کہ ادھر مہ جبینان حسین سارق اس کے لب شیریں کے بوسے کے لئے۔ وہی کرشن (سب کو آکرشن کرنے والا) جسکی بانسری کا طفلانہ زمزمہ ادھر عاشق مزاجوں کے دلوں میں ویسی ہی چٹکیاں بھرتا ہے۔ جیسا کہ ادھر اسکی گیتا اہل خرد کو گدگداتی ہے۔ وہی شری کرشن چندر ہرکہ ومہ کے دلی امنگ سے پاؤں دھونے کی ڈیوٹی اختیار کئے ہوئے ہے۔ اسی نے پیر پکڑے تھے۔

کرشن کی محبت کا جب یہ حال ہے تو اہل ہند! تمہارا کیا فرض ہے۔؟ تم ہی بتاؤ؟ ؎

پدرم روضۂ رضواں بدو گندم بفروخت ناخلف باشم اگر من بجوئے بفروشم

سوال۔ کیوں مہاراج! جب تک ودیا تت کے رنگ نہیں چڑھے تھے۔ تو بالکل سادہ لباس پہنتے تھے۔ اب تیاگ ویراگ کی ودیا آنے پر سبز نایا ریشمی پوشاکیں زیب تن ہونے لگیں۔! اور دیکھو! درزی دو رضائیاں کیسی زرق برق لایا ہے! ایک چمکیلے سبز ریشم کی ہے۔ دوسری نہایت خوبصورت سرخ ریشم کی +

عورت ستی ہوتے وقت پورا شرنگار لگاتی ہے۔ آنکھوں میں سرمہ ہونٹوں پر سرخی پان۔ گلے میں ہار۔ غرض سب طرح زیورات سے آراستہ پیراستہ ہوتی ہے۔ پر اس نیاری کے کیا معنی؟ بس ابھی ابھی آگ میں کود یگی۔

مہاشے! اس مہاراج کی سجاوٹ بناوٹ تو ستی کا شرنگار ہے۔ ابھی .... + ایک شخص ثابت کر دیتا ہے کہ رضائیوں کی لاگت مبلغ ساٹھ روپے کے قریب جو دی گئی تو بالکل غضب کیا۔ اصلی لاگت مشکل سے تیس روپے کے قریب بنی چاہیے۔ درزی اور بزاز کھا گئے۔

مہاراج آبدیدہ ہو کر سہائے! بالکل ہیچ روپے کی خاطر تیس یا ساٹھ یا سو روپیہ کی خاطر میں زیادہ حق بین کو جان بوجھکر چھوڑ لوں۔؟ پرمیشور کو الزام لگاؤں۔ اپنے آپ سے بدگمان ہو جاؤں! قانون محبت کو توڑ دوں؟ کیسا روپیہ؟ کہاں کا درزی؟ اوم۔ اوم۔ اوم ..... بلا کے گداز و سوز کے ساتھ یہ کلمے نکلے تھے! ناصح کانپ اٹھا۔ پانی پانی ہو گیا۔ اس نور الٰہی نور و لولے (بھاو) نے خود بخود بزاز اور درزی کے دلوں میں داخل ہو کر انہیں جگا دیا۔ دونوں نے آکر اپنے اپ قصوروں کا اقرار کیا اور تائب ہوئے

کیا جو چیز پرمارتھ (THEORY- بحث) میں درست اترے۔ وہ بیوہار PRACTICE عمل میں کبھی دھوکہ دے سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ بحث میں درست اور عمل میں ناجائز کھانے کو اور دکھانے کو اور۔ منطق اس کی تردید کرتا ہے +

وہ سائنس جو ایک ہی چپت سے دُویت واد کا (جو خدا کو ہم سے علیحدہ بتاتا ہے) منہ پھیر دیتا ہے۔ دانت باہر نکال دیتا ہے وہ سائنس جو ہیبت ناک پہاڑ کی طرح مسئلہ غیریت پر ٹوٹ کر اسے چینی کے برتنوں کی طرح چکنا چور کر دیتا ہے۔ وہ سائنس ادویت سدھانت (مسئلہ وحدت) کے دروازے کی خاکروبی کرتا ہے۔ نیز ویدوں کا ہر صفحہ اس ادویت کے جلال کا مظہر ہے۔ ادویت (ایکتا) کا اصول پرمارتھ کی بلند سطح پر بالکل صحیح ہے۔ یہی سچائی بذات خود ہے اور یہی ادویت سدھانت بیوہار کی سطح پر ہر نر نسر پریم بن کر منعکس ہوتا ہے۔ عملی زندگی میں الفت حقیقی کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ کاروبار کے بازار میں محبت یکجہاں کا جامہ پہن کر اترتا ہے۔

پس یہ ادویت سدھانت جو پرمارتھ میں عین روشنی ہے۔ بیوہار میں عین محبت بنا ہوا ہمیں کیونکر دھوکا دے سکتا ہے؟ بھڑ۔ یا سانپ بچھو وغیرہ جن کو موذی جانور مانا گیا ہے۔ اگر ہمارے دلمیں انتہا درجہ کا پریم ہوگا تو کیا یہ ہمیں نہ کاٹیں گے؟ ہاں نہیں کاٹیں گے +

(یوگ درشن)

"अहिंसा प्रतिष्ठायां तत्सन्निधौ वैरत्यागः"

" اہنسا (یعنی ایذا رسانی) کے مضبوط طور پر قائم ہو جاتے سے آس پاس بھی عداوت نہیں بھڑک سکتی

یکے دیدم از عرصۂ رود بار کہ پیش آمدم بر پلنگے سوار
چناں ہول زاں حال بر من نشست کہ ترسیدم پائے رفتن ببست

تبسم کناں دست برلب گرفت — گر سعدی مدار آنچہ دیدی شگفت
تو ہم گردن از حکم داور مپیچ — کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ
چرا اہل دعویٰ بدیں نگروند — کہ ابدال در آب و آتش روند

سراپا فیض درگا ماتا ببر شیر کی پشت پر کیوں پالان نہ ڈالینگی؟ ستوگن کے پتلے وشنو کی خاطر اژدھائے پیچاں نرم بستر کا کام دیتا ہے۔ اور اپنے زہریلے پھنوں کو اس روئے خنداں کی چھتری بناتا ہے۔ تُرش و تُند سانپ سنغ جبر (ہرتاتا) شنبوجی کے زیور (بھوشن) بنے ہوئے ہیں۔ اور محبت سے دیال بھوشن کے گرد لپیٹ کر شانتی کی تاثیر کو تصدیق CERTIFY کر رہے ہیں +

انگریزی خوان جسکو گنگا کی شلا پر بٹھایا تھا (گھڑی دیکھکر) "تھینک یو۔ تھینک یو۔ آپ نے بڑی عنایت کی! کیسے کیسے سبز باغ دکھائے لیکن مجھے تو ٹھنڈی ہوا میں بیٹھے بیٹھے زکام لگ چلا ہے۔ معاف کیجئے گا۔ اجازت مانگتا ہوں +

رام ۔ اچھا تشریف لے جائیے گا۔ انگریزی خواں اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ (باقی پھر)

تعریفی خطوط

امرتسر۔ مورخہ 6/11/71 ۔ شریمان جی ۔ سادر نمستے۔ مبلغ 15/- روپئے اگلے سال کا چندہ ارسال ہے۔ آشا کرتا ہوں کہ نیا سالنامہ اپنی روایات کے مطابق پوری شان سے نکلے گا۔ آپکی خدمات کی جتنی قدر اور تعریف کریں تھوڑی ہے۔ بھگوان آپکو اوم کی خدمت کرنے کی اور بھی زیادہ توفیق دے۔ آپکا شبھ چنتک = دینا ناتھ شرما ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ امرتسر۔ خریدار نمبر 6779

شریمان ماننیہ ور۔ مینجر صاحب رسالہ "اوم" دہلی، آپ کا ارسال کردہ "پرمانند انک" ایک دفعہ پڑھا۔ بےحد آنند پراپت ہوا۔ اس کو اچھی طرح سمجھنے کے واسطے کئی بار پڑھنے کی ضرورت ہے۔ آپکی محنت اور کھوج کی داد دیئے بغیر نہیں رہا جاتا۔ پرارتھنا ہے کہ ایشور آپ کو اس سے بھی زیادہ طاقت بخشتے تاکہ آپ دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کریں + آپکا تابعدار۔ رام چند = رام چند سریندر پال کریانہ مرچنٹس۔ خاص ماہل پور۔ ضلع ہوشیار پور۔

14-10.71 احمد گڑھ = شریمان ایڈیٹر صاحب رسالہ اوم میگزین ۔ جے ہند۔ نویدن ہے۔ کہ میں نے آپ کا میگزین اوم کا بہت دفعہ مطالعہ کیا۔ نہایت ہی دھارمک خیالات کیلئے قابل تعریف ہے۔
بابو سنگھ احمد گڑھ

تصانیف شری کانشی رام جی چاولہ = اردو کتابیں ۱۔ اے مسلم بھائی (مجلد ۲۷۲ صفحہ) قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ بنگلہ دیش میں جس درندگی اور بربریت سے قتل عام کیا گیا ہے اور تباہی مچائی گئی ہے۔ وہ سراسر قرآن اور پیغمبر اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے۔ اس بات کا واضح اور لاتردید ثبوت اس کتاب کے مطالعہ سے مل سکتا ہے۔ اس میں تحریر کردہ حقائق کو نادرست ثابت کرنے والے کے لئے

اوم

اچھا ہے

از قلم شری رام لعل سالک چنڈی گڑھ

انسان خودی سے جو گذر جائے تو اچھا ہے
ذات اپنی کی پہچان جو کر جائے تو اچھا ہے

یہ خام خیالی ہے۔ وہ پابند مکاں ہے
دیکھ اُس کو جدھر کو بھی نظر جائے تو اچھا ہے

جب اس کے سوا ہستی میری کچھ بھی نہیں ہے
اب زعم خودی دل سے اُتر جائے تو اچھا ہے

اس طرح جلد برق تپاں میرا نشیمن
ہو خاک یا پر خاک بھی اُڑ جائے تو اچھا ہے

مل لیتے ہیں ہم اُن کو تصور میں بُلا کر
وہ وصل کے وعدے سے مکر جائے تو اچھا ہے

اس ہجر میں ہم کو شب تاریک مبارک
خورشید نہ اب نکلے، سحر جائے تو اچھا ہے

یہ جسم یہ جاں تیری امانت ہے سنبھالو
یہ قرض میرے سر سے اُتر جائے تو اچھا ہے

طوفان بپا دل میں ہے آنکھوں سے رواں اشک
یہ وقت سلامت سے گذر جائے تو اچھا ہے

اے جوش جنوں آگے کو بڑھ، دار کو چومیں
اس عشق الٰہی میں یہ سر جائے تو اچھا ہے

دُنیا میں ترا کوئی بھی غمخوار نہیں جب
ٹھکرا کے اسے یار کے در جائے تو اچھا ہے

میخانۂ ساقی سے نہ جائے کوئی پیاسا
ہر ایک کا پیمانہ جو بھر جائے تو اچھا ہے

ہم خاک نشینوں کو بہاروں سے غرض کیا
لُٹ جائے چمن، برگ و شجر جائے تو اچھا ہے

جب تو میرے ہمراہ ہے، پرواہ مجھے کیا ہے
اب مجھ سے میرا بخت بگڑ جائے تو اچھا ہے

میں ہستی مطلق ہوں تو پھر خوف قضا کیوں
یہ وہم یہ ڈر دل سے اُتر جائے تو اچھا ہے

ہر شکل میں ہر نام میں ہے جلوۂ جاناں
دل سے جو کہیں وہم دگر جائے تو اچھا ہے

ہر ایک جو اک "میں" ہی کے رشتہ سے بندھا ہے
یہ ذات میری سب میں بکھر جائے تو اچھا ہے

افسانۂ اُلفت کی ہو تکمیل فنا سے
جب جان سے سالک جو گذر جائے تو اچھا ہے

اوم　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　اوم

مہایوگی مہرشی اروندو جی کے
سنہری وچن

(نوٹ) :- یہ سادھکوں کے سوالات کے اُتر ہیں۔ جو یوگراج شری اروند (گھوش) جی اپنے چھبیس سالہ مَون اور کنارہ کشی کے دوران میں تحریری طور پر کبھی کبھی دیا کرتے تھے۔ (ایڈیٹر)

۱- یوگ کی حقیقت

(۱) پرشن - یوگ کا مقصد کیا ہے؟ اُتر - گھوؤں نے گوپال بننا ہے۔ بھیڑوں نے گڈریا بننا ہے۔ تمھارے سارے وجود نے کرشن بننا ہے۔ بس یہی یوگ کا مقصد ہے۔ یہی تمھاری منزل ہے۔

(۲) پرشن - یہ کرشن یا ایشور کیا ہے۔ اُتر - ایشور ایک امر بچہ ہے جو ایک ابدی باغ میں کبھی نہ ختم ہونے والا کھیل کھیل رہا ہے۔

(۳) پرشن - پھر انسان کیا ہے؟ "

اُتر - ایشور اپنے ہی تتوں (ELEMENTS) سے شریر اور انتہ کرن رُوپی ایک مکان بنا کر ایک اجنما اور اپناشی آتما یا رُوح بن کر اس میں بیٹھ جاتا ہے۔ اس کو ہم انسان یا منشیہ کہتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ جب ایشور اپنے آپ کو پرکرتی سے چھپا کر ایک ایسے شریر میں چھپ کر بیٹھتا ہے۔ کہ جدّوجہد اصرار۔ طاقت اور اچانک حملہ سے پھر پرکرتی پر قبضہ کر لے تو وہ انسان بن جاتا ہے۔ اس کے برعکس یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ کرشن ایک وشو ویاپی اور عظیم ترین پرم سریشٹھ انسان ہے جس نے اپنے آپکو انسانی وجود میں براجمان اپنی علیحدہ شخصیت سے چھپا لیا ہے۔

God is universal and transcendent. Man hiding himself from his own individuality in the human being.

(۴) پرشن - اگر انسان ایک اجنما اور اپناشی رُوح ہے۔ اور اس کے شریر اور من کے تتو بھی روحانی اور نورانی ایشور کے ہی تتو ہیں۔ تو اس کے لئے موت کیوں بنائی گئی ہے؟

اُتر - شریر کے اندر بند ہوئے ایشوری وجود یا انش کو کھیل جاری رکھنے کے لئے اپنے آپ سے گم کر دیا گیا ہے۔ اور اپنی اصلیت کو بھلا دیا گیا ہے۔ ایشور کی شکتی یا پرکرتی اس چیتن انش کے سامنے بار بار موت کا سوال رکھ کر اُسے اس بات کی یاد دہانی کراتی رہتی ہے کہ "تُو نے ابھی تک اپنے آپکو ڈھونڈا نہیں۔" اگر موت کا حملہ نہ ہو تو پرانی ہمیشہ کے لئے ایک اگیان سے بھرپور ہستی کے رُوپ میں بندھے رہیں گے۔ موت انسان کے پیچھے لگی رہتی ہے۔ اسی لئے وہ جاگتا ہے کہ اپنے جیون کو پورن اور امر بنا لے۔ اور اس کے سادھن اور ذرائع تلاش کرتا رہے۔"

(۵) پرشن۔ اگر انسان ایشور کا ہی ایک چھوٹا یا محدود رُوپ ہے۔ تو یہ بندھن۔ پرماد۔ اور گراوٹ وغیرہ اُسکی شان سے بعید ہونی چاہیئے۔ اور اگر انسان کو گرانا اور اُٹھانا ایشور کا اپنا ہی کھیل ہے تو پھر انسان کے اپنے سادھن اور جدّوجہد کیوں؟

اُتّر۔ انسان کی مہانتا اور عظمت اس بات میں نہیں کہ وہ کیا ہے۔ بلکہ اس بات میں ہے کہ وہ کیا کرسکتا ہے۔ اسکی شان یہی ہے کہ وہ ایک چیتن شکتی کا گپت کارخانہ (ورکشاپ) ہے جو چاروں طرف سے ہے۔ اور جس میں ایشور رُوپی انجینیر اس کو انسانی سطح سے بہت زیادہ اونچا اُٹھا کر ایک مہان دیوی انسان بنانے میں لگا ہوا ہے۔ لیکن انسان کو ایک اور بھی زیادہ خصوصیت اور بڑائی ملی ہوئی ہے۔ جس سے دوسرے نیچے کے جاندار محروم ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ خود بھی اسی مہان ایشوری تبدیلی اور ترقی کے لئے اپنا معمار ہے۔ اور ایشور کے ساتھ اس کام میں اُسے خود بھی شریک ہونا پڑتا ہے۔ اُسکی رضامندی سمرپن۔ پکار اور لگن ضروری ہوتی ہیں اور اس کا اپنا پُرشارتھ بھی ہے۔ خیال رہے کہ انسان کو گرانے والا ایشور نہیں بلکہ اور کئی قسم کی طاقتیں ہیں جن کا یہ شکار ہو جاتا ہے۔ ایشور تو اسے اونچا ہی اُٹھاتا ہے۔

(۶) پرشن۔ اس مہان ترقی اور تبدیلی کے لئے انسان نے کیا کام کرنا ہے۔؟

اُتّر۔ انسان نے تین کام کرنے ہیں۔ سنسار میں انسان کا پہلا کام اِنسان بننا ہے یعنی اپنے اندر سے تمام حیوانی سوبھاو حیوانی عادتیں۔ حیوانی خصلت۔ حیوانی خواہشات اور طرزِ عمل کو نکال کر اخلاق کو بلند کر کے انسانیت اختیار کرنی ہے۔

دُوسرا کام روحانی ترقی اور آتم گیان کے ذریعے بچی کھُچی خامیوں۔ دنیاوی واسناؤں اور اہنگتا کو ناش کرنا اور اپنے آپکو ایک علیحدہ روحانی ہستی انوبھو کرنا ہے۔

تیسرا کام اپنی انفرادی روحانی ہستی یا محدود آتما کی حدود توڑ کر اپنے آپ کو وشو آتما محسوس کرنا ہے یعنی اپنے آتما کو پھیلا کر پرانی ماتر اور پرماتما کے ساتھ اپنی ایکتا اور ابھیدتا انوبھو کرنا ہے۔ یہی دیوی جیون پرم آنند سُکھ۔ اور پرم شانتی ہے۔ اور اس کیلئے یوگ کی ضرورت ہے۔

(نوٹ) یوگ کی تفاصیل اوم کے پاٹھک اپاسنا انک میں "یوگ سمادھی اور ساکھشاتکار" کے مضمون میں پڑھ چکے ہیں۔ ایڈیٹر"

(۲) یوگ کا ادھیکاری

(۷) پرشن۔ یوگ شروع کرنے سے پہلے کسی شخص کو کیسے پتہ لگ سکتا ہے کہ وہ روحانی زندگی کے قابل بھی ہے یا نہیں؟

اُتّر۔ مارگ پر قدم رکھنے سے پہلے ہی یہ بات کیسے جانی جاسکتی ہے۔ تم صرف اتنا ہی جان سکتے ہو کہ تمہارے اندر ایشور پراپتی کے لئے تیز خواہش اور زبردست پُکار ہے۔ یا نہیں۔"

(۸) پرشن۔ آپ نے ایک جگہ کہا ہے کہ یوگ کے راستے میں داخل ہونے کے لئے اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ انسان کی رُوح یوگ کی طرف کھچی ہے یا نہیں۔ یہ کیسے جانا جا سکتا ہے؟

اُتّر۔ یہ بات تو تم آسانی سے محسوس کرسکتے ہو۔ جب تمہیں خوشی ہوتی ہے۔ یا غصّہ یا رنج تو تمہیں کوئی بتانے نہیں آتا۔ تم فوراً جان لیتے ہو۔ جب رُوح حرکت دیتی ہے تو تمہارا من ایشور کی طرف مڑتا ہے۔ بس یہی نشانی ہے۔"

۱) پرشن۔ کرپا کر کے مجھے بتائیے کہ کیا میرے لئے آتما کا ساکشاتکار ہونا ممکن ہے۔؟
اُتر۔ ایسا سوال پوچھنا وقت ضائع کرنا ہے۔ جب تم روحانی مارگ میں داخل ہو گئے ہو تو تم نے اپنے ممکنات
کیں سوچنا بلکہ بھگوت شکتی کی طاقت پر پورا بھروسہ رکھتے چلنا ہے۔

۱) پرشن۔ کیا یہ سچ نہیں کہ جو لوگ اپنی خصلت اور طاقت کی پوری واقفیت کے بغیر یوگ کے راستے میں داخل ہو
ہو جاتے ہیں۔ اُن کو مشکلیں پیش آتی ہیں۔
اُتر۔ بھائی! پوری واقفیت یا گیان یا تھوڑے بھی گیان کے ساتھ یوگ میں کون آتا ہے۔ شروع میں سب اگیانی ہی
تے ہیں۔ یوگ کے ابھیاس سے ہی وہ گیان کو حاصل کرتے ہیں۔

۱) پرشن۔ بعض اوقات کوئی شخص جگیاسا اور پکار محسوس کرتا ہوا یوگ کے مارگ میں داخل ہو جاتا ہے لیکن بعد میں
یوگ کو چھوڑ دیتا ہے! اسکی کیا وجہ ہوتی ہے؟ کیا یہ نہیں کہ اس نے اپنی خصلت اور طاقت کا اندازہ لگانے میں غلطی
کھائی تھی؟
اُتر۔ اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اسکی جگیاسا یا خواہش ڈھیلی اور ڈانواڈول تھی یا اس نے رُوح کی پکار سے بے وفائی کی
ں میں اندازہ لگانے کا سوال نہیں۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ کوئی شخص بھی نہ اندازہ لگا سکتا ہے۔ نہ جان سکتا ہے"

۱۲) پرشن۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب تک ساری خصلت شدھ نہ ہو جائے اور انتہ کرن کے تمام دوش پورے طور سے
دور نہ ہو جائیں۔ اس وقت تک اصلی یوگ شروع ہی نہیں ہو سکتا۔ کیا یہ ٹھیک ہے۔؟
اُتر۔ ایسا کہنا بیہودگی (ABSURD) ہے۔ یہ میرے اپنے تجربے کے برعکس ہے۔ مجھے چنتن اور دھیان کے ذریعے
ساکشاتکار ہمیشہ پہلے ہوئے اور انتہ کرن کی شدھی اس کے نتیجے کے طور پر بعد میں شروع ہوئی۔ سب کے سب یوگی جو اپنی اندرونی
چیتنا میں بڑے بڑے انوبھو پراپت کرتے ہیں اپنی خصلت اور سوبھاؤ میں پورن نہیں ہوتے۔

۱۳) پرشن۔ جب کوئی سادھک اپنے سادھن میں زبردست مشکلوں کا سامنا کرتا ہے اور اپنی نچلی خصلت یا من کے دشمنوں کو پورے
طور پر دور کرنے کے ناقابل پاتا ہے۔ تو اُسے یوگ میں ڈٹا رہنے اور شردھا قائم رکھنے میں کونسی چیز مدد دے سکتی ہے۔؟
اُتر۔ بھائی! اپنی نچلی خصلت یا من کے دشمنوں کو پورے طور پر دور کرنے کے کون قابل ہے کسی انسان میں یہ شکتی نہیں ہم صرف
اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ ان کو دور کرنے کے لئے زبردست تڑپ اور خواہش پیدا کریں! من میں اُٹھتے ہوئے برے خیالات کو باہر نکالنے
کیلئے اپنے اندر جدوجہد کرتے رہیں۔ اور شدھی کا باقی کام پورن کرنے کے لئے بھگوان سے زبردست پکار کریں۔ ہماری بے بسی
اور سچی پکار سے متاثر ہو کر بھگوت شکتی ہی ہماری مدد کرتی ہے۔ اس کی شرن لو۔"

۱۴) پرشن۔ گیتا میں کہا ہے کہ ہزاروں منشیوں میں سے چند ایک ہی ایشور پراپتی کے لئے کوشش کرتے ہیں! اور ان چند میں سے
بھی صرف ایک یا دو اُسے پہنچ سکتے ہیں۔ کیا یہ سچ ہے؟
اُتر۔ اگر سادھک اپنی طاقت پر بھروسہ رکھتا ہوا اپنے ذاتی پرشارتھ سے ہی ایشور پراپتی کرنا چاہتا ہے تو بہت ہی
تھوڑے لوگ ایسا کر سکتے ہیں۔ لیکن ایشور میں وشواس و شردھا رکھتے ہوئے ایشور کی کرپا سے ہی اُسکی پراپتی ممکن ہو سکتی ہے۔"

(۱۵) پرشن۔ سادھک کا آخری اُدّیش یا مقصد کیا ہونا چاہیئے۔ کیا اُس نے سادھن، یوگی بننے کے لئے نہیں کرنا۔

اُتّر: ایشور کے ساتھ پُورن ملاپ اور ایکتا پراپت کرنا ہی آخری اُدّیش یا مقصد ہے جب کسی سادھک کو اس قسم کا ملاپ متواتر اکھنڈ رُوپ سے پراپت ہو جائے تو اُس کو یوگی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اس ملاپ کو مکمل بنانا ہے۔ ایسے یوگی ہیں جن کا ملاپ صرف رُوحانی سطح پر رہی ہے۔ کوئی ایسے بھی ہیں جن کا من اور چِت بھی ہر وقت بھگوان سے ملا رہتا ہے! اور بہت سے پران میں بھی ایشور سے قربت رہتے ہیں۔ لیکن ہمارے یوگ میں ہمارا مقصد جسمانی چیتنا اور انتہائی اونچے روحانی منڈلوں میں بھی اس ایکتا اور ملاپ کو حاصل کرنا ہے"۔

مہرشی شری اروند جی کے پُورن یوگ کے سادھک کی روزانہ پرارتھنا کا نمونہ

آتم سمرپن کا سنکلپ (۲)

(از مترجم)

اے سروشکتیمان۔ سروگیہ۔ سروویاپک۔ اننت وشو ویاپی۔ پرم پُرش۔ پرماتمن نرلیو۔ آپ ویکت بھی ہیں اور اویکت بھی۔ نزدیک بھی ہیں اور دُور بھی۔ ایک بھی ہیں اور انیک بھی اور اپنی مہتا سے دیوتاؤں اور منشیوں سے لیکر چیونٹی تک سب جانداروں میں اور بے جان چیزوں میں بھی ویاپک ہیں۔ آپ کے چرنوں میں میں نے پُورن آتم سمرپن کر دیا ہے یعنی اپنا آپ اور اپنا تن من دھن اور سب کچھ جس کو میں اپنا سمجھتا تھا۔ پورے طور سے آپ کے حوالے کر دیا ہے۔ اپنی اہنتا اور ممتا (میراپن) کا بلیدان کر دیا ہے۔ کچھ بھی بچا کر نہیں رکھا۔ میری کوئی دُنیاوی خواہش نہیں رہی۔ کوئی سنسارک واسنا نہیں۔ کوئی مرضی نہیں۔ کوئی رائے نہیں کوئی وچار نہیں کہ ایسا ضرور ہونا چاہیئے ایسا ہو نہیں سکتا۔ یہ ہو اور وہ ہو۔ سب کچھ ہی آپ کے سپرد کر دیا ہے۔ من میں کوئی سنسارک اچھا اور بُدھی میں کوئی شخصی ارادہ نہیں رہا۔ صرف ایک ہی اِچھا ہے! اور وہ یہ کہ آپ کی اپار کرپا دوارا آپ کا رُوپ بننے اور آپکے ساتھ اپنی ایکتا انوبھو کرنے کے لئے آپکی رہنمائی میں درڑھ ابھیاس اور پُرشارتھ کرتا رہوں اور آپ سب وِگھنوں کو دُور کریں۔"

۲۔ اس لئے میں اپنے شریر اور انتہ کرن کو اس پرکار آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ جیسے ایک انجن آپ کو ڈرائیور کے ہاتھوں میں ڈھیلا اور آدھین چھوڑ دیتا ہے۔ تاکہ آپ اپنے اننت پریم اور شکتی سے اور اپنے پُورن گیان دوارا میرے اندر اپنا کام کریں اور اپنی دَیوی لیلا کو پورن کریں۔ اہنکار کا تیاگ کرتا ہوا کرموں کے پھل کو اور کرموں کو بھی آپ کے ارپن کرتا ہوں۔

۳۔ "پرماتمن دیو۔ میں پھر پورے من اور پوری طاقت سے اپنے آپ کو آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ کوئی شرط نہیں لگاتا کچھ نہیں مانگتا صرف یہی چاہتا ہوں کہ میرا آتم سمرپن دن بدن زیادہ مضبوط ہوتا جائے۔ میری روحانی ترقی زیادہ ہو۔ میرے اندر اور میرے ذریعے آپکی اِچھا ہی۔ آپ کی اننت شکتی بھی براہ راست اپنا کام کر سکے اور میں اسنگ اور ساکشی ہو کر اپنے اندر اور باہر آپکی دَیوی شکتی کی کرپا کو دیکھا کروں۔ اور ساتھ ہی تمام درشیہ (نظر آنے والے) اور ادرشیہ (نہ نظر آنے والے) بیدار قلب انسانوں۔ دیوتاؤں اور

راکشسوں۔ جہاتماؤں۔ اور ظالموں۔ حیوانوں اور پرندوں میں۔ اور سنسار کے روزانہ واقعات میں آپکی جیوتی انوبھو کر سکے۔ آپکی ہی اچھا پوری ہوتی دیکھتا ہوا دِیوی جیون پراپت کر سکوں اور اس پد کی پراپتی کے لئے آپکی اچھا کے آدھین رہتا ہوا زیادہ سے زیادہ پرشارتھ کروں "

۴۔ " آپ جگدیشور۔ اپنی لیلا میں میرے شریر اور انتہ کرن کو یَنتر (آلہ) بنا کر سنسار کا کام آپ کرا رہے ہیں۔ وہ آپ کا کاریہ ہے۔ میرا نہیں۔ آپ کا ہے۔ اس لئے میں اپنا سمجھتا ہوں اور پرشارتھ کرتا ہوں۔ اسکے ہونے نہ ہونے میں مجھے لابھ نہیں۔ ہانی نہیں۔ کام کو سنوار دیں تو واہ وا۔ دگاڑ دیں تو واہ وا۔ میرا آنند تو آپ کی اِچھا کے آدھین رہنے میں ہے "

" راضی ہوں میں اُسی میں جس میں تیری رضا ہے "

اس سنکلپ پرارتھنا کے ایک ایک شبد کو بہت اچھی طرح وچار کر پڑھیں اور اپنے سنکلپ کو ہر وقت یاد رکھیں اس کے ایک ایک فقرے میں کتابیں چھپی ہوئی ہیں۔ روزانہ صبح و شام بھگوان کو حاضر ناظر سمجھتے ہوئے اُنکے سامنے یہ پرتگیا اور پرارتھنا کریں۔ یہ بھاو سچے دل سے نکلنے چاہئیں۔ ان کے مطابق اپنے جیون کو بنائیں۔ آپ اپنی روحانی ترقی اور آنند کو دیکھکر حیران ہو جائیں گے۔ آتم سمرپن پرا بھگتی ہے۔ یہ بھگتی یوگ کی اونچی اوستھا ہے۔ اس اوستھا کے ساتھ ہردے میں گیان کا کنول کھلنے لگ پڑتا ہے۔ اس لئے گیان کے پودے کی نشوونما کے لئے آتم چنتن کا ابھیاس بھی لازمی ہے۔ اس کے بغیر آتم سمرپن ڈھیلا رہ جائے گا۔ آتم سمرپن اور آتم چنتن لازم و ملزوم ہیں۔ "

(۲) آتم چنتن کا ابھیاس

" میں شریر سے علیحدہ آتما ہوں۔ اجر۔ امر۔ اور ابناشی ہوں یشدھ ہوں۔ آنند روپ ہوں۔ نرِبھے روپی یَنتر کا سوامی بادشاہ اور ایشور ہوں۔ میں پرکاش روپ آتما ہوں۔ اور پرماتما کے ساتھ جو میرا اپنا ہی سروشکتیمان۔ سروویاپک اور سروگیہ سروپ ہے۔ ایک ہوں۔ پرش کھیاو کے ہونے ہوئے بھی میری ستا پرشوتم کی ستا کے ساتھ ایک ہے۔ بھید کیول اتنا ہی ہے کہ پرماتما وشو ویاپی ایشور ہے اور میں ویکتی گت ایشور ہوں۔

من بدھی اور اندریاں میرے اہلکار ہیں۔ میں اُن سے اسنگ اور کوٹستھ ہوں۔ میں صرف حکم دیتا ہوں اور میری سنکلپ شکتی (قوتِ ارادی) نیوا ہی من۔ بدھی اور اندریوں کو کام میں لگاتی ہے اور میں ساکشی (درشٹا) ہو کر ان کو کام کرتے دیکھتا ہوں۔

میری کوئی اِچھا یا واسنا نہیں پرماتما کی اِچھا ہی میرے ذریعے پوری ہو رہی ہے بھگوتی شکتی ہی پریرِ کرتی ہی، بھگوان کے حکم کے مطابق میرے شریر اور انتہ کرن کو آلہ بنا کر کام کر رہی ہے! اور میں اسنگ اور ساکشی ہو کر جگت شکتی کے کام کو دیکھتا ہوں۔ میں اگیانی نہیں ہوں۔ میں بدھ (قیدی) نہیں ہوں۔ اور میں دکھی نہیں ہوں۔ میں صرف اگیانی کا سوانگ اتارتا ہوں۔ میں نتیہ مکت ہوں۔ بدھ ہونے کا صرف کھیل کھیلتا ہوں اور ایک ایکٹر (ACTER) کی مانند اپنے پارٹ کا

صرف رس لیتا ہوں۔ کون ہے جو مجھے پاپی پُنیت اور کمزور سمجھتا ہے۔ میں شدھ۔ نرنجن آتما ہوں۔ پاپ مجھے چھُو نہیں سکتا کوئی مجھے دُربل اور شکتی ہین کہتا ہے۔ میں سروشکتیمان پرمیشور کے ساتھ ایک ہوں۔ وہ اننت ہو کر اپنے آپ کو انیک کیندروں (مرکزوں) میں سنتھاپت کرتا ہوا ہر ایک کیندر پر پھر اننت ہے۔ میں اسی پرماتما کا ابھن انش ہوں۔ (,प्राभिन्नांश) برہمانڈ کے سمراٹ کا پتر ہوں لیکن میں اور میرا پتا ایک ہیں۔

بھگوت شکتی اس سنسار میں۔ اس پریوار میں اور اس شریر میں لیلا کر رہی ہے۔ اور میں بھگوان کے ساتھ ساکشی اور اسنگ ہو کر اسے دیکھ رہا ہوں! ور انند مئے ہوں۔

بیٹھ کر چھت پہ دُنیا کی ہوں تماشہ دیکھتا" اوم۔ "

یہ آتم چنتن کا ابھیاس چلتے پھرتے سیر کرتے۔ مکان میں اور باہر۔ دفتر کی کرسی پر۔ اور دوکان کی گدّی پر غرضیکہ ہر اوستھا میں کریں رات کو سونے سے پہلے اور صبح اُٹھتے ہی ضرور کریں۔ یہ دونوں ابھیاس آتم سمرن اور آتم چنتن ساتھ ساتھ کرنے والے ابھیاسی کے لیے جلد از جلد جیون مکت اوستھا کا پراپت کرنا یقینی ہوتا ہے۔ ہر روز کمل پر دھیان کا ابھیاس بھی ایک سہائک سادھن ہے۔"

یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ آتم چنتن اپنے من کے اندر ہی ہو۔ شروع میں ہی دُوسرے لوگوں کے سامنے آتم گیان کی شیخی مارنا نقصان دہ ہوتا ہے۔ جب تک ابھیاس کافی ترقی نہ کر جائے اور بیوہارک جیون اس کے رنگ میں نمایاں طور پر نہ رنگا جائے۔ اُس وقت تک سادھن کو گُپت رکھنا ہی اچھا ہوتا ہے۔

اوم تت ست "

آدرش آرتی

شری کلبھش رائے جی صابر

آ میرے من کے دیوتا آنکھوں میں بٹھا لوں"

آ میرے من کے دیوتا آنکھوں میں بٹھا لوں
میں آرتی اُتاروں تیری ایسی نرالی
موتی مناؤں تاروں کو لوں چاند کی ڈالی
شردھا کے پھول پریم کے پاتر میں لے کے ساتھ
جب آؤں تیری اور میں سر کو جھکائے ناتھ
نینوں کی گنگا جمنا سے میں تن کو نہاؤں
آسن سو تنشچے دھارنا کا خوب جماؤں
ہو پریم رس میں ترپت میں سنگیت سناؤں
سُر مدھر تم میں آپ کو من دیا سناؤں
میں آنکھیں موند ناچوں بھانے کو تمھارے
چھا جائے دل و دماغ پہ صابر کے پیارے
آ میرے من کے دیوتا آنکھوں میں بٹھا لوں

پلکوں کے پردے ڈال کر آنند منا لوں
سورج ہو دیپ جس میں ہو آکاش کا تھالی
قوس و قزح کے رنگ سے آنگن کو سجا لوں... آ میرے
برت سادھنا کے کندھوں کو اُٹھائے ہاتھ
بھگتوں کی چرن دھول سے مستک کو سجا لوں... آ میرے
شُبھ شم وچار دھارا سے میں من کو اُٹھاؤں
نت کرم سنیمی بن آنند مناؤں... آ
سنکھ تیرے میں ناد انا ہد کو بجاؤں
اور ہر زیو منتری تال کی جھنکار گو نجاؤں... آ
میں جی رہا ہوں تیرے تصور کے سہارے
آ مورتی ان آنکھوں کے مندر میں بسا لوں
پلکوں کے پردے ڈال کے آنند منا لوں

اشٹانگ یوگ کی ودھی

(شریمد بھاگوت سے)

کپیل بھگوان کہتے ہیں۔ ماتاجی اب میں تمہیں سہج (اشٹانگ یوگ) کا اُپدیش کرتا ہوں۔ جس کے ذریعے چت شدھ اور پرسن ہو کر پرماتما کے مارگ پر چل پڑتا ہے۔ یتھا شکتی شاستر انوسار کرتویہ کرموں کا پالن کرنا اور شاستر کے خلاف کرموں کا تیاگ کرنا۔ پراربدھ کے مطابق جو کچھ مل جائے۔ اُسی میں خوش رہنا۔ آتم گیانیوں کے چرنوں کی پوجا کرنا۔ وشے واسناؤں کو بڑھانے والے ۱۸ کرموں سے دُور رہنا۔ سنسار بندھن سے چھڑانے والے دھرموں میں پریم کرنا۔ پوتر اور تھوڑا بھوجن کرنا۔ سدا اکانت اور نربھے استھان پر رہنا۔ من بانی اور شریر سے کسی جیو کو نہ ستانا۔ ستیہ بولنا۔ چوری نہ کرنا۔ ضرورت سے زیادہ چیزوں کا ذخیرہ نہ کرنا۔ برہمچریہ کا پالن کرنا۔ تپ کرنا۔ دھرم پالن کے لئے کشٹ سہنا۔ اندر باہر سے پوتر رہنا۔ شاستروں کا سوادھیائے کرنا بھگوان کی پوجا کرنا۔ بانی کو قابو میں کرنا۔ اور اُتم چنتن کرنا۔ اُتم آسنوں کا ابھیاس کرکے ستھرتا پوروک بیٹھنا۔ آہستہ آہستہ پرانایام کے ذریعے سانس کو جیتنا۔ اندریوں کو من کے ذریعے وشیوں سے ہٹا کر اپنے ہردے میں لے جانا۔ انترمکھ کرنا مول آدھار وغیرہ کسی ایک مرکز پر من سمیت پرانوں کو قائم کرنا۔ سدا بھگوان کی لیلاؤں کا چنتن کرنا۔ اور چت کو یکسو کرنا آستھا کار بنانا۔ ان سے نیز دان برت وغیرہ دوسرے سادھنوں سے بھی ساودھانی کے ساتھ پرانوں کو جیت کر بدھی کے ذریعے اپنے اُلٹے مارگ کی طرف لے جانے والے چت کو آہستہ آہستہ اجاگر کر کے انتھات پرماتما کے دھیان میں لگاوے پہلے آسن کو جیتے۔ ایک آسن سے بہت دیر تک بیٹھنے کا ابھیاس کرے۔ پھر پرانایام کے ابھیاس کے لئے شروع میں پورک کمبھک۔ اور ریچک کے ڈھنگ سے یا ریچک کمبھک اور پورک کر کے پران کے مارگ کا شودھن کرے۔ جس سے چت شانت اور اُچول ہو جائے جس طرح وایو اور اگنی سے تپایا ہوا سونا اپنے میل سے رہت ہو جاتا ہے۔ اُسی طرح جو یوگی پران وایو کو جیت لیتا ہے اُس کا من بہت جلدی شدھ ہو جاتا ہے۔ اس لئے یوگی کو چاہئے کہ پرانایام سے اپنے وات پت وغیرہ سے پیدا ہوئے دوشوں کو دھارنا سے (کسی ایک وستو پر من کو ستھر کرنے سے) پاپوں کو پرتیاہار سے وشیوں کے سمبندھ کو اور دھیان سے راگ دویش وغیرہ وکاروں کو دور کرے۔ جب یوگ کا ابھیاس کرتے کرتے چت نرمل اور ایکاگر ہو جائے تو ناک کے اگر بھاگ میں درشٹی جما کر اس طرح بھگوان کی مورتی کا دھیان کرے:" (۸-۱۲)

بھگوان کا مُکھ کمل کھلا ہوا ہے۔ نیتر کمل کے اندر کے حصے کی طرح کچھ کچھ لالی لئے ہوتے ہیں۔ شریر ... نیل کمل دل کی طرح شیام ہے۔ ہاتھوں میں شنکھ چکر اور گدا دھارن کئے ہوئے ہیں۔ ریشمی پیتامبر کمل کے کیسر کی طرح شوبھا پاتا ہے۔ سینے پر شری وتس کا نشان براجمان ہے۔ اور گلے میں کوستبھ منی پڑی ہوئی ہے۔ بن مالا چرنوں تک لٹکی ہوئی ہے جس کے چاروں طرف بھنورے سوگندھ سے متوالے ہو کر گونجار کر رہے ہیں۔ جسم کے دیگر انگوں میں بیش قیمت ہار کنگن۔ کریٹ بجبند اور نوپور وغیرہ

زیورات براجمان ہیں۔ کٹی پردیش (کمر) کانچی کلاپ سے شوبھایاتا ہے۔ بھگتوں کے ہردے کمل کو ہی بھگوان نے اپنا آسن بنا رکھا ہے۔ اُن کا تاپ وید شیام سندر سوروپ بہت ہی شانت اور من نیز نینوں کو آنندت کرنے والا ہے۔ بڑی منوہر جھانکی ہے بھگوان کی سدا سب لوگ بندنا کرتے ہیں۔ اُن کی بہت ہی سندر کیرتی در او ستھا ہے۔ وہ بھگتوں پر کرپا کرنے کے لئے بے تاب ہو رہے ہیں۔ ان کا پوتر لیش پرم کیرتن کرنے یوگیہ ہے اور وہ بدھشتر وغیرہ پرم لیشیوں کے بھی لیش کو بڑھانے والے ہیں۔ اس طرح شری نارائن دیو کا سارے انگوں سمیت تب تک دھیان کرے۔ جب تک چت وہاں سے ہٹے نہیں بھگوان کی لیلائیں بڑی درشن کرنے یوگیہ ہیں۔ اس لئے اپنی رچی مطابق اُن کا کھڑے ہوئے۔ چلتے ہوئے۔ بیٹھے ہوئے۔ لیٹے ہوئے یا انتریامی روپ سے شدھ بھاو سے چنتن کرے۔ اس طرح کے دھیان ابھیاس سے سادھک کا شری ہری میں پریم ہو جاتا ہے۔ جس کا ہردے بھگتی سے پگھل جاتا ہے۔ شریر میں آنند کی کثرت سے روما نچ ہونے لگتا ہے بشوق سے پیدا پریم سے آنسوؤں کی دھارا میں وہ بار بار اپنے شریر کو نہلاتا ہے اور پھر مچھلی پکڑنے کے کانٹے کی طرح شری ہری کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے سادھن روپ اپنے چت کو بھی آہستہ آہستہ دھیئے وستو سے ہٹا لیتا ہے۔ ارتھات اُسکی دھیان کرنے والی ورتی ہی لشٹ ہو جاتی ہے۔ دھیئے کا آدھار تو دھیان آکار ورتی ہے۔ اس طرح دھیئے کا تیاگ ہو جانے پر جب اُس کا من آشرے رہت ہو جاتا ہے۔ دھیاتا پن کے بھاو سے الگ ہو جاتا ہے۔ اور دھیان سے پیدا ہوئے پرم آنند کے انوبھو سے اُس کو دوسرے وشیوں سے ویراگیہ تو پہلے ہی ہوا رہتا ہے۔ اس وقت وہ (من تت کال ہی لے کو پراپت ہو جاتا ہے) ارتھات ورتی روپتا کا تیاگ کر برہم آکار میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ٹھیک جس طرح تیل وغیرہ کے ختم ہو جانے پر چراغ کی لاٹ اپنے کارن روپ تیجس تتو میں لین ہو جاتی ہے۔ اس حالت کے پراپت ہو جانے پر جوگن پرواہ روپ دیہہ وغیرہ اُپادھی کے مٹ جانے کے باعث دھیاتا دھیئے وغیرہ وبھاگ سے رہت ایک اکھنڈ پرماتما کو ہی سب طرف موجود دیکھتا ہے۔ یوگ ابھیاس سے پراپت ہوئی چت کی اس اودیا رہت لے روپ نورتی سے اپنی سکھ دُکھ رہت برہم روپ مہما میں استھت (قائم) ہو کر پرماتم تتو کا ساکھشاتکار کر لینے پر وہ یوگی جس سکھ دُکھ کو بھوگنے کو پہلے اگیان کے باعث اپنے سوروپ میں دیکھتا تھا۔ اُسے اب اودیا کرت اہنکار میں ہی دیکھتا ہے۔ جس طرح شراب کے مد سے متوالے پُرش کو اپنی کمر پر لپٹے ہوئے کپڑے کے رہنے یا گرنے کی کوئی سدھ بدھ نہیں رہتی۔ اسی طرح بہت ہی اونچی اوستھا کو پراپت ہوئے سدھ پُرش کو بھی اپنے شریر کے بیٹھنے اٹھنے یا پرار بدھ وش کہیں جانے یا لوٹ آنے کے بارے میں کچھ بھی گیان نہیں رہتا کیونکہ وہ اپنے پرم آنند سروپ میں استھت ہے۔ اس کا شریر تو پوروجنم کے سنسکاروں کے آدھین ہے اس لئے وہ جب تک اس کا پرار بدھ باقی ہے تب تک اندریوں سمیت زندہ رہتا ہے۔ مگر جیسے سمادھی تک یوگ کی سنتھتی پراپت ہو گئی ہے۔ اور جس نے پرماتم تتو کو بھی بھلی بھانتی جان لیا ہے۔ وہ سدھ پُرش پتر کلتر وغیرہ کے ساتھ اس شریر کو خواب میں پرتیت ہونے والے شریر کی طرح پھر سویکار نہیں کرتا پھر اُس میں ممتا نہیں کرتا۔

(۳۴ تا ۳۸)

جس طرح بہت ہی سنیہہ کے باعث پتر اور دھن وغیرہ میں بھی سادھارن جیووں کی اتم بدھی رہتی ہے مگر تھوڑا سا وچار کرنے سے ہی وہ اُن سے صاف طور پر الگ دکھائی دیتے ہیں۔ اسی طرح جنہیں یہ اپنا آتما مان بیٹھا ہے اُن دیہہ وغیرہ

سے بھی اُن کا ساکھشی پُرش الگ ہی ہے۔ جس طرح جلتی ہوئی لکڑی سے نکلی ہوئی چنگاری سے خود آگ سے ہی پرگٹ ہوئے دھوئیں سے نیز اگنی رُوپ مانی جانے والی اس جلتی ہوئی لکڑی سے بھی اگنی اصل میں الگ ہے، بے اسی طرح بھوت اندریہ اور انتہ کرن سے اُن کا ساکھشی آتما الگ ہے۔ نیز جیو کہلانے والے اُس آتما سے بھی برہم نام دھاری بھگوان الگ ہیں۔ اور پرکرتی سے اُس کے سنچالک پرشوتم الگ ہیں۔ مگر بھگوان کے ماسوائے کچھ بھی نہیں ہے۔ جس طرح دیہہ درشٹی سے جرایج انڈج۔ سویدج اُدبھج چاروں طرح کے پرانی پنچ بھوت ماتر ہیں۔ اس طرح سب جیووں میں آتما کو اور آتما میں سب جیووں کو اننیہ بھاو سے ورتمان دیکھئے جس طرح ایک ہی آگ اپنے الگ الگ استھانوں میں اُن کے اختلاف کی کیوجہ سے الگ الگ شکل کی دکھائی دیتی ہے۔ اس طرح دیو منش وغیرہ شریروں میں رہنے والا ایک ہی آتما اپنے ستھانوں کے گُن بھید سے الگ الگ طرح کا بھاستا ہے۔ اس لئے بھگوان کا بھگت جیو کے سوروپ کو چھپا دینے والی کاریہ کارن رُوپ سے وکار کو پراپت ہوئی بھگوان کی اس غور و فکر کے بالاتر شکتی مئی مایا کو بھگوان کی کرپا سے ہی جیت کر اپنے حقیقی سُروپ برہم رُوپ میں سنتھت ہوتا ہے۔ ۳۹-۴۴)

انہد بین

نام دیو جی کی بانی
صفحہ ۹۷۲

وید پُران شاستر اننتا گیت کبت نہ گاووگے
اکھنڈ منڈل نرنکار مہہ انہد بین بجاووگے
بیراگی رام ہی گاووگے۔ شبداتیت اناہد راتا عاقل کے گھر جاؤگے
ایڑا پنگلا اور سُکھمنا پونے بندھ رہاؤگے
چند سورج دوؤ سم کر راکھو برہم جوت مل جاؤگے
تیرتھ دیکھ نہ جل میں پیسو جیو جنت نہ ستاؤگے
اٹھ سٹھ تیرتھ گورو دکھائے گھٹ ہی تیرتھ نہاؤگے
پنچ سہائی جن کی سوبھا بھلو بھلو نہ کہاؤگے
ناما کہے چت ہرسیوں راتا سُن سمادھ سماووگے

رام کلی بانی بینی جی کی۔
(صفحہ نمبر ۹۷)

ایڑا پنگلا اور سُکھمنا تین بسے اک ٹھائیں
بینی سنگم تہہ پراگ من مجن کرے تتھائیں
سنتو تہاں نرنجن رام ہے۔ گور گم چینے ورلا کوئی
تہاں نرنجن رمیا ہوئی۔

رہاؤ۔

دیو استھانے کیا نشانی ؟ تہہ باجے شبد اناہد بانی
تہہ چند نہ سورج پاؤن نہ پانی۔
ساکھی جاگی گورمکھ جانی

اُپجے گیان درمت چھیجے۔ امرت رس گگنتر بھیجے
ایسو کلا جو جانے بھیو۔ بھیٹے تاس پرم گور دیو
دسم دوار اگم اپارا۔ پرم پرکھ کی گھاٹی
اوپر ہاٹ. ہاٹ پر آلہ۔ آلے بھیتر تھالی
جاگت رہے سو کبھوں نہ سووے۔ تین تلوک سمادھ پلووے
بیج منتر لے ہردے رہے۔ منوا الٹ سن میں گہے
جاگت رہے نہ الی یا بھاکھے۔ پانچوں اندری بس کر راکھے
گور کی ساکھی راکھے چیت۔ من تن ارپے کرشن پریت
کر پلو ساکھا ویچارے۔ اپنا جنم نہ جوئے ہارے
اُسر ندی کا بندھے مول۔ پچھم پھیر چڑھاوے سول
اجر جرے سو نجھر جھرے۔ جگناتھ سیوں گوشٹ کرے
چومکھ دیوا جوت دوار۔ پلو انت مول وچکار
سرب کلا لے آپے رہے۔ من مانک رتنا میں گوہے
مستک پدم دُو آلے منی۔ ماہیں نرنجن تر بھون دھنی
پنچ شبد نرمائل باجے۔ ڈھلکے چنور سنکھ گھن گاجے
دل مل دینو گورمکھ گیان۔ بینی جاچے تیرا نام

گورو گرنتھ
محلہ ۴
صفحہ ۱۰۶۹

امرت رس ستگور چوآیا۔ دسویں دوار پرگٹ ہوئی آیا
تہہ انہد شبد وجے دھن بانی۔ سہجے سہج سمائی ہے
جن کو کرتے دھر لکھ پائی۔ ان دن گورو گورو کرت وہائی
بن ستگور کو سیجھے ناہیں۔ گور چرنی چت لائی ہے
جس بھاوے تس آپے دے ای۔ گورمکھ نام پدارتھ لے ای
آپے کرپا کرے نام دیوے۔ نانک نام سمائی ہے

اوم

علم الروح و روحانی تعلیم

قسط ۳

از علامہ سوامی جگت سنگھ جی

نام سمرن

نام تین ہیں۔ (۱) فرضی نام۔ (۲) صفاتی نام۔ (۳) ذاتی نام۔"

دُنیا کی چیزوں کے نام فرض کئے گئے۔ ان سے دُنیا کے کاروبار سرانجام ہو رہے ہیں۔ پرماتما اننت شکتیوں صفتوں وگنوں کا مالک ہے۔ جن مہاں پُرکھوں کو پرماتما نے ان کا گیان کرایا۔ انہوں نے ان کو اپنی رسنا دوارہ بیان کیا۔ یہ صفاتی نام ہیں۔ صفاتی نام اننت ہیں۔ ان میں سے کچھ سمرت نام ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

اونکار۔ نرنکار۔ سوہنگ، ست نام، واہگورو، پربھو، گوبند، رام، نارائن، اوم، ہری، ہر ہرے، اللہ۔ گاڈ۔

ان میں سے ایک کو اپنا گور منتر مقرر کیا جاتا ہے اس کو پرماتما سے منسوب کر کے جاپ کیا جاتا ہے۔ چونکہ صفت موصوف میں، گن گنی میں اور شکتی شکتیمان میں ہوتی ہے۔ اس لئے نام اور نامی میں ابھید تا ہوتی ہے۔ نام سے نامی پراپت ہو جاتا ہے۔ نام جاپ سے سنسکار دھل جاتے ہیں۔ سنسکار دُھلنے سے واسنا ختم ہو جاتی ہے۔ من اور بُدھی شدھ ہو جاتے ہیں۔ من و بُدھی شُدھ ہونے سے آتما کی انتی ہوتی ہے۔ اوستھا اونچی ہو جاتی ہے۔ نام جاپ سے اپنا بھلا ہے۔ پرماتما بے نیاز ہے۔ کوئی جاپ کرے یا نہ کرے۔ بیشک نام کا یہ ت ہے۔ لیکن یہ کلپنا پرماتما کے ہونے پر ہے۔ چونکہ وہ ست ہے۔ اس لئے نام بھی ست ہے۔ مارگ رُوپ ہو کر استھان پر پہنچانے والا ہے۔ مارگ گاؤں نہیں۔ لیکن مارگ طے ہو کر گاؤں پہنچا جاتا ہے۔ نام لفظ ہے۔ لیکن مارگ رُوپ ہو کر نامی تک پہنچاتا ہے۔ نام سفر ختم ہو کر نامی تک پہنچاتا ہے۔ ایک آدمی دُوسرے آدمی کو جسے وہ نہیں جانتا۔ اس کے نام سے اس کی تلاش کر کے اسکو ملتے ہیں۔

نام سمرن ایشور پراپتی کے لئے صحیح یتن ہے۔ جو پراچین سمے سے چلا آ رہا ہے۔ لگاتار نام سمرن ابھیاس کا لازمی پھل ایشور پراپتی ہے۔ نام کے آسرے ست سروپ تک پہنچتا ہے۔ ابھیاس جاری رہنا چاہئیے۔ جب تک پہنچ نہ جائے۔ ہر کام ابھیاس سے پورا ہوتا ہے۔ ایشور پراپتی بھی نام ابھیاس سے ہوتی ہے۔ پانی کی متواتر رگڑ پہاڑوں کو بھی گھر ریت بنا دیتی ہے۔ اور پانی پہاڑوں میں اپنا راستہ بنا لیتا ہے۔ دردھتا کے ساتھ ہر روز کا نام ابھیاس کامیابی دیتا ہے۔ بچہ ایک دم جوان نہیں ہوتا۔ پرندہ ایک دم درخت نہیں بنتا قدم قدم چل کر کوسوں کا سفر طے ہو جاتا ہے۔ مینہ کی بوند بوند سے ندی نالے بھر جاتے ہیں۔ اسی طرح دردھتا کے ساتھ ہر روز کا نام ابھیاس آخر منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔

سمرن کا طریقہ یہ ہے:۔ صبح سویرے جلدی جاگے۔ شریر کی کریا کرے۔ ہو سکے تو اشنان بھی کرے۔ اکانت استھان

اپنا آسن لگائے۔ گرمیوں میں ٹھنڈی جگہ پر جہاں مچھر مکھی نہ ستائے۔ جالی یا باریک ململ اوڑھ کر بیٹھے۔ سردیوں میں گرم جگہ پر جہاں سردی نہ ستائے۔ کمبل اوڑھ کر بیٹھے۔ اس طرح بیٹھے جو دیر تک بنا تھکاوٹ بیٹھا جا سکے۔ گردن و چھاتی کو نہ جھکایا جائے۔ سیدھا بیٹھا جائے۔ سرت کو نام میں پرو دیا جائے۔ نام و سرت کو ایک کر دیا جائے۔ کل سنسار سے سرت کو ہٹا کر کیول نام میں ٹکا دیا جائے۔ من میں کوئی پھرنا نہ آنے دیا جائے۔ دنیاوی گوندیں نہ گوندی جائیں۔ سمرن کے وقت گوندوں سے کوئی لابھ نہ ہوگا اشرفیوں کی تھیلی نہیں ملے گی بھگتی میں وگھن پڑے گا۔ بھگتی ادھوری رہے گی۔ منظوری میں نہیں آئے گی۔ منظوری میں آئے بنا مہر نہیں ہوگی۔ مہر کے بغیر انوبھو نہیں کھلے گا۔ انوبھو کھلے بغیر نرنکار کی جانکاری نہیں ہوگی۔ بھگتی کے وقت اپنے آپ کو دنیا سے خالی کر دینا چاہیے۔ تمام فکروں، الجھنوں، چنتوں و آہروں کو بالائے طاق رکھ دینا چاہیے۔ اپنے آپ کو بھی بھلا دینا چاہیے۔ صرف نام و نامی سامنے رہے۔ بیچ میں کچھ نہ رہے۔ نام میں من کو رنگا دیا جائے۔ ملاپ کی تیر اچھیا قائم کی جائے۔ دنیا، گھربار و کنبے کو بھلا دیا جائے۔ انترگتی نرلیپتا کی گپھا میں داخل ہو جائے۔ یہی ترک دنیا ہے۔ یہی فقیری ہے۔ سمرن رسنا دوارہ گپت کیا جائے۔ صبح و شام ہر روز کیا جائے۔ شروع میں آنکھیں بند کی جائیں۔ کچھ سمے کے بعد آنکھیں کھلی رکھی جائیں تاکہ سرت چنتن میں جڑی بھی رہے اور کام کاج بھی ہوتے رہیں۔ مالا پکڑنے کی ضرورت نہیں۔ سمرن گپت ہونا چاہیے۔ مالا دکھاوا بنتا ہے۔ کہا گیا ہے جو کچھ ہے گپت ہے۔ پرماتما گپت ہے۔ بھگتی گپت ہی ہونی چاہیے۔ جو بیج مٹی میں ڈھک جاتا ہے۔ وہ اگتا ہے۔ جو ننگا رہ جاتا ہے وہ اگتا نہیں۔ سوکھ جاتا ہے۔ یا پرندہ اسے اٹھا لے جاتا ہے۔ گپت سمرن سے مراد یہ ہے کہ ہردے میں نام کو ٹکا کر کے سرت کو اس پر جمانا ہے۔ یہ کارروائی گپت ہی ہو سکتی ہے۔ ورنہ نہیں۔ بھگتی کو سمپورن کرنے کیلئے از حد ضروری ہے کہ آچرن کو سولہ آنے شدھ و پوتر رکھا جائے۔ سچ کو دھارن کیا جائے۔ پرائے دھن پرائے روپ و پرائی نندیا کا تیاگ کیا جائے۔ نیت کو درست رکھا جائے۔ جسمانی بیماری دور کرنے کے لئے دوائی و پرہیز دونوں کی ضرورت ہے۔ اسی طرح روحانی بیماری دور کرنے کے لئے دوائی اور پرہیز دونوں کی ضرورت ہے۔ پرماتما کا دکھائی نہ دینا روحانی بیماری ہے۔ نام دوائی ہے۔ آچرن شدھتا پرہیز ہے۔ بے سرا گانا برا لگتا ہے۔ بندگی بے سر ہے اگر زندگی خراب ہے۔ بندگی و زندگی دونوں میں یکسانیت ہونی لازمی و ضروری ہے۔

کچھ عرصہ نام سمرن سنسکار دھونے میں خرچ ہوتا ہے۔ کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ لیکن مستقل المزاجی سے ہری سمرن جاری رہنا چاہیے۔ جوں جوں سنسکار دھلیں گے شانتی، ٹکاؤ اور سکھ پرتیت ہونے لگے گا۔ من بدھی، سرت و برتی میں اوچتا آئیگی۔ اوستھا اونچی ہو جائے گی۔ رسنا دوارہ سمرن پریپک ہونے پر کنٹھ دوارہ سمرن کیا جائے۔ کنٹھ دوارہ سمرن سے سرت شبد کا پرواہ قائم ہو جائے گا۔ ردھیاں، سدھیاں اور کراماتیں حاضر ہونگی۔ یہ بھی الجھن ہیں۔ یہ دوسروں کا سواد ہے۔ اپنا کلیان نہیں۔ ان سے نکل جانا چاہیے۔ آگے چلنا چاہیے۔ کنٹھ کے بعد من میں سمرن کیا جائے۔ یہ من کی مالا ہے۔ اس کو بڑے پریم سے پھیرا جائے۔ یہ ابھیاس اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک من نام روپ نہ ہو جائے اور اپنے سوئے سروپ میں نہ آ جائے۔ اب ہری رس ملے گا۔ انحد جھنکار کا مشاہدہ ہوگا جو کچھ ظہور میں آئے اس جرا جائے کسی کو نہ بتایا جائے۔ من کے بعد دھیان دوارہ اور نابھی دوارہ سمرن ہوگا۔ یہ اجپا جاپ ہے یہ دن رین اور سانس سانس ہوتا رہتا ہے۔ اب دیکھنے میں آئے گا کہ برتی نام رس میں لین ہو گئی ہے۔ من میں استھتی آ گئی ہے۔ من سوئے سروپ میں آ گیا ہے

لینتا اور استھتی کے سمے کوئی سنکلپ اُتپت نہ ہوگا۔ باہر کا کوئی پرکاش نظر نہیں آئے گا۔ ایک اسچرج رُوپ پرکاش پرگٹ ہوگا۔ اس کا درشن کر کے برتی ایسی رس مئی اور پریم بھری ہو جائیگی۔ کہ باہر کی کوئی گیات نہیں رہے گی۔ اس رس کا انوبھو اس پرکار کا ہوگا۔ جیسے کوئی تپا ہوا پرکھ ٹھنڈے جل میں ڈبکی لگا کر شیتلتا کو پاتا ہے۔ لیکن ورنن نہیں کر سکتا۔ شبد سُنائی دیگا۔ جوت دکھائی دیگی۔ چت کی برتی ان کی طرف کھچ جائے گی۔ پرم سکھ اور آنند پراپت ہوگا۔ سمرن اور دھیان دونوں سماپت ہو جائیں گے۔ یہ پھل نرگن سُروپ کے چنتن سے ملتا ہے۔ یہ اوستھا تھوڑے عرصہ رہتی ہے۔ برتی کو اُتھان ہو جاتا ہے۔ جب سمر اوستھا سے اتھان اوستھا ہوتی ہے۔ تب ملاپ کے سنسکار جیو آتما سے برتی کو ملتے ہیں۔ برتی اندریاں دوارہ ان سنسکاروں کو ورنن کرتی ہیں۔ یہ سُنی بات ہے۔ دیکھی نہیں۔ کیونکہ اندریوں کی وہاں پہنچ نہیں۔ شبد جیو آتما برتیوں سے گذر کر سوئے سُروپ کی استھتی کے بعد پرماتما کی شرن میں پہنچتا ہے۔ کیونکہ جیو آتما پربھو میں سما جاتا ہے۔ اس لئے وہ کچھ کہہ نہیں سکتا۔ " (باقی پھر)

علم الروح۔ مصنفہ۔ سوامی جوگندر سنگھ جی۔ قیمت ۱/۲ ۱ روپیہ۔ دفتر رسالہ اوم اجمیری گیٹ دہلی ۶ سے حاصل کریں۔"

اوم

بینا شبد بجاوے جوگی

بانی گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۳۵۱

نحوا۔ بینا شبد بجاوے جوگی درشن روپ اپارا شبد اناہد سو سیوں راتا نانک کہے وچارا

جو دیسے سو اُپجے بنسے بن جل سرور کمل نہ دیسے
ورلا کو چیجے پاوے بھیدا ساکھا تین کہے تت ویدا
ناد بند کی سُرت سمائی ستگور سیو پرم پد پائی

محلہ ۵ صفحہ ۳۷۱

سہج گُپھا میں آسن بازھیا جوت سُروپ اناہد باجیا
جہاں آنند گور سبد وچاری پر سیوں راتی دھن سوہاگنی ناری
جن نانک بولے برہم وچار جو سُنے کماوے سو اترے پار
جنم نہ مرے نہ آوے جائی ہر سیتی اوہ رہے سمائی

محلہ ۳ صفحہ ۹۱ انہد بانی پایئے۔ تیں ہومے ہوئے وناس

ستگور ملیئے اُلٹی بھئی نَو ندھی کھرچ کھاؤ
اٹھاراں سِدھی پِچھے لگیاں پھرن۔ نج گھر وسے رنج کھائی
انہد دُھنی سد وجدے اُنمنی ہر لِو لائی
نانک ہر بھگتی تنا کے من وسے جن مستک لکھیا دھر پائی

محلہ ۳ صفحہ ۱۱۰۔ اِس کایا اندر وست اسنکھاں۔ گورمکھ ساچ ملے تاں ویکھاں
نَو در واجے دسویں مُکتا۔ انہد شبد وجاوَنیاں
سچا صاحب سچی نائیں۔ گور پرسادی من وسائیں
اَن دن سدا رہے رنگ راتا۔ در سچے سوجھی پاونیاں

محلہ ۳ صفحہ ۶۰۱۔ ہم شبد مُوئے شبد مار جیوالے بھائی شبدے ہی مکت پائی
شبدے من تن نرمل ہویا۔ ہر وسیا من آئی
شبد گور داتا جت من راتا ہر سیوں رہیا سمائی
شبد نہ جانیں سے انّھے بولے۔ سے کت آئے سنسارا
ہر رس نہ پائیا برتھا جنم گوائیا۔ جمّے وارو وارا
وشٹا کے کیڑے۔ وشٹا ماہیں سمائے منمکھ مگدھ گُبارا

محلہ ۳ صفحہ ۶۲۲۔ گھر ہی بیں امرت بھرپور ہے۔ من مکھاں سواد نہ پایا
جیوں کستوری مِرگ نہ جانیں بھرمدا بھرم بھلایا
امرت تج بکھ سنگرہ کرے آپ کھوایا
گورمکھ ورلے سوجھی پئی تناں اندر برہم دکھایا
تن من سیتل ہویا۔ رسنا ہر سواد و آئیا
شبدے ہی ناؤں اُپجے۔ شبدے میل ملایا
بن شبدے سب جگ بورانا برتھا جنم گوائیا
امرت ایکو شبد ہے۔ نانک گورمکھ پائیا

محلہ ۳۔ ہر جی گپھا اندر رکھ کے واجا پون وجائیا

وجائیا واجیا پوَن۔ نو دوارے پرگٹ کیئے دسواں گپت رکھایا
گور دوارے لائے بھاونی اکناں دسواں دوار دکھایا
تہہ انیک روپ ناؤں نو ندھی تیس دا انت نہ جائی پائیا
کہے نانک ہر پیارے جیو گپھا اندر رکھ کے واجیا پون وجائیا
آنند अनहद سُنو بٹر بھاگیو سگل منورتھ پورے
پار برہم پربھ پائیا اُترے سگل وِسُورے
دُکھ روگ سنتاپ اُترے سُنی سچی بانی
سَنت ساجن بھئے سَرسے پورے گورتے جانی
سُنتے پُنیت کہتے پوِت ستگور رہیا بھرپورے
بنونت نانک گور چرن لاگے وجے انہد تورے

شلوک محلہ ۲۔ نو درواجے کایا کوٹ ہے۔ دسویں گپت رکھیجے
وجر کپاٹ نہ کھُلنی گور شبد کھلیجے
انہد واجے دُھنی وجدے گور شبد سُنیجے
تت گھٹ انتر چانناں کر بھگت ملیجے
سب میں ایک نرنکار۔ جن آپے رچن رچائی

پرانایام کے ذریعہ اناہد شبد سُننے کی تلقین

بانی کبیر جی کی۔ (گوربانی صفحہ ۹۷۱)
بندھیچ بندھن پایا۔ مُکتے گور انل بجھایا
جب نکھ سکھ ایہہ من چینا۔ تب انتر مجن کینا
پوَن پت اُنمنی رہن کھرا۔ نہیں مرت نہ جنم مرا

رہاؤ۔ اُلٹیلے سکت سہارنگ۔ پیسیلے گگن جھا رنگ
بیدھیلے چکر بھوہنگا۔ بھیٹی اُلے راۓ نِسنگا
چوکی اُلے موہ ممی آسا۔ سسی کینو سُور گراسا

جب کُمبھک بھرپور لینا — تہہ باجے انہد بینا
بکتے بک شبد سُنایا — سُنتے سُن من لبایا
کر کرتا اُترس پار نگ — کہے کبیرا سارنگ
چند سُورج دوٗ جوت سرُوپ — جوتی انتر برہم اُنوپ
گرو رے گیانی برہم وچار — جوتی انتر دھریا پسار
ہیرا دیکھ ہیرے کرو آدیس — کہے کبیر نرنجن الیکھ

ہر بھیا کھانڈ ریت میں بکھرو . — ہستی چُنیو نہ جائی
کہہ کبیر گُل مجا ثنت پانت — تج چیونٹی ہوئے چُن کھائی

پہلے شبد تو آسان ہیں. اوم کے پریمی اگر غور سے پڑھینگے تو ضرور سمجھ جائیں گے. لیکن کبیر صاحب کی باقی کٹھن ہے. اس لئے اس کا بھاو ارتھ کر دیا جاتا ہے۔

بھاوارتھ .- جیو بندھن میں پڑا ہوا ہے. اور گیان رُوپی آگ میں جل رہا ہے. لیکن اس سنسار اور شریر رُوپی بندھن سے مُکت ہونے کے لئے جب یہ گورو کی شرن میں جاتا ہے تو گورو (جو کہ خود مُکت اوستھا کو پراپت ہو چکا ہے یعنی یوگی اور گیانی گورو) کی سیوا میں حاضر ہو کر اس سے گر یعنی ابھیاس کا طریقہ دریافت کرتا ہے. گورو اس کو بتاتے ہیں. کہ تمہارا یہ من پاؤں کے ناخنوں سے لے کر سر کی چوٹی تک تمام شریر میں پھیلا ہوا ہے. اور پران اپان ویان سمان اور اُدان وایو (پون) چل رہی ہے. جب پرانوں کو پرانایام کے ذریعے اپنے آدھین کر کے من کو دسویں دوار (جہاں شکھا چوٹی ہے) میں ٹکاؤ گے. تب سنکلپ رہت اُنمنی اوستھا پراپت ہوگی. اور یہ ابھیاس کرنے سے جنم مرن کا بندھن ٹوٹ جائے گا۔

صحیح تشخیص باقاعدہ علاج عُمدہ دوائیں
کے

حب خاص الخاص
پٹھوں کی کمزوری رعشا اور بلغم کی زیادتی کے لئے
قیمت دس گولی تین روپے

دانش
نزلہ زکام اور دماغی تھکاوٹ کے لئے
قیمت ایک شیشی چار روپے

لیے

گاندھی دواخانہ 152 ڈی کملا نگر دہلی. فون نمبر 229929

شنکا سمادھان

پاپ پنیہ

پرشن ۔ ہم جو پاپ پُنیہ کرتے ہیں۔ اُس کا دوش یا پھل کس کو لگتا ہے۔ شریر کو یا آتما کو۔ یدی شریر کو لگتا ہے تو اُس کا پھل ابھی جنم میں ملنا چاہیئے۔ چونکہ مرنے کے بعد یہ شریر تو جلا دیا جاتا ہے۔ اور آتما نرلیپ ہے اسے کوئی مار نہیں سکتا کاٹ نہیں سکتا۔ جلا نہیں سکتا۔ اور اسے کوئی پنیہ نہیں پاپ نہیں اور یہ ہر پرکار کے راگ دویش سے پرے ہے تو پھر پچھلے کرموں کا پھل کس کو ملتا ہے آتما کو یا شریر کو۔ (وید پرکاش از دھوری)

اُتر = آتما تو واقعی نرلیپ ہے۔ اسنگ ہے۔ جنم مرن سے رہت ہے لیکن جب یہی چیتن آتما اودیا کے کارن انتہ کرن یعنی جزوی اپادھی کو ستیہ دنیا ہوا اپنے آپ کو جیو فرض کر لیتا ہے۔ اور شریر کو ہی اپنا آپ تصور کرتا ہے۔ اور شریر کے دہرم جنم مرن وغیرہ اور انتہ کرن کے دہرم سُکھ دُکھ وغیرہ کو اپنے دہرم مان لیتا ہے۔ تو یہی چیتن دیو سُکھی دُکھی سا پرتیت ہوتا ہے لیکن جب آتم گیان سے اپنے آپ میں جاگتا ہے اور اس کی اودیا نشٹ ہوتی ہے تو یہ محسوس کرتا ہے۔ کہ میرے میں تو دُکھ سُکھ وغیرہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ میں تو ست چت آنند سروپ آتما سدا ہی اپنی مہما میں استھت ہوں۔ اپنی ہی کلپنا سے میں دُکھی ہو رہا تھا۔ واستو میں کچھ ہوا ہی نہیں۔ نہ میرے میں جنم ہے نہ مرن ہے۔ نہ بھوک ہے نہ پیاس ہے۔ جیسے کوئی راجہ سوپن میں اپنے آپ کو بھکاری خیال کر کے دُکھی سُکھی ہوتا ہے۔ لیکن جاگنے پر محسوس کرتا ہے کہ میرا سوپن میں بھکاری ہونا اور دُکھ پانا سب متھیا ہی تھا۔ ایسے ہی گیان ہونے پر اس جیو آتما کے سب دُکھ دُور ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے سروپ کا ساکشات انوبھو کر کے کرت کرت ہو جاتا ہے لیکن جب تک اپنے سروپ میں جاگتا نہیں تب تک پاپ پُنیہ کا بھاگی بنتا ہے اور نرک سورگ سب کچھ دیکھتا ہے۔ اور دُکھ سُکھ بھوگتا ہے۔ استھول شریر کا تیاگ کر کے جب یہ جیو آتما پران روپی چھکڑے پر اپنے پُنیہ پاپ کے سنسکاروں کو لیکر سوکھشم شریر دوارہ پرلوک گمن کرتا ہے۔ تو لوگ کہتے ہیں کہ پرانی مر گیا۔ واستو میں تو وہ اپنی نئی منزل پر گامزن ہوتا ہے مرتا نہیں۔ صرف استھول شریر کو چھوڑتا ہے اور سوکھشم شریر کو ساتھ لے کر اپنا نیا سفر کرتا ہے۔ اور اپنے کرموں کا پھل بھوگتا ہے۔ لیکن اس کا جنمنا مرنا۔ سُکھی دُکھی۔ اور لوک پرلوک میں آنا جانا سب کارروائی مایا اور اودیا میں کلپت یعنی فرضی دکھائی دے رہی ہیں۔ اس کے واستو سروپ میں کسی قسم کا رد و بدل یا حرکت نہیں ہوتی (جیسے کہ سپنا وی پُرش سپن میں کئی پرکار کے دُکھ سُکھ بھوگتا ہوا بھی جُوں کا توں ہی رہتا ہے) جب اس کو گیان یعنی اپنے آتما کی سمرتی ہوتی ہے۔ تو وہ باقی سب سنکلپوں کو متھیا سمجھتا ہوا اپنے سروپ میں استھت ہو جاتا ہے اور پرم شانتی کو پاتا ہے۔"

(نوٹ) خط و کتابت کرتے وقت اپنا پتہ خوشخط صاف لکھیں اور اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں،

کام کیا باقی رہا

پا لیا جو کچھ کہ پانا. کام کیا باقی رہا | جانا تھا سو ہی جانا. کام کیا باقی رہا
آگیا آنا جہاں پہنچا وہاں جانا جہاں | اب نہیں آنا نہ جانا کام کیا باقی رہا
لاکھ چوراسی کے چکر سے تھکا کھوٹی کمر | اب رہا آرام پانا کام کیا باقی رہا
سوپن کی مانند یہ سب اَن ہُوا ہی ہو رہا | پھر کہاں کرنا کرانا کام کیا باقی رہا
ڈالدو ہتھیار میری رائے اب پختہ ہوئی | لگ گیا پورا نشانہ کام کیا باقی رہا
آتما کے گیان سے ہوا کرتا رکھتا جنم ہے | اب نہیں کچھ اور پانا کام کیا باقی رہا
موہ کا انبار اگنی گیان میں بھسمی ہوا | اب نہیں دل کو لگانا کام کیا باقی رہا
گھور بندرا سے جگایا ستگورو نے واہ واہ | اب نہیں جگنا جگانا کام کیا باقی رہا
رمز ہے تو جیدیاں حکماں کی حکمت تنگ ہے | ہوگیا دل بھی دیوانہ کام کیا باقی رہا
رہ گئے علماء و فضلا علم کی تحقیق میں | بھرم ہے پڑھنا پڑھانا کام کیا باقی رہا
دویت اور ادویت کے جھگڑے میں لڑنا ہی فضول | اب نہ دانتوں کو گھسانا کام کیا باقی رہا
جان کر دنیا کو پورے طور سے خواب و خیال | اب نہیں تپنا تپانا کام کیا باقی رہا
کچھ نہیں مطلب کسی سے سو رہا ٹانگیں پسار | اب کہیں کاہے کو جانا کام کیا باقی رہا
ہوگئی نے وے کے ڈنکا ساری شنکا بھی فناہ | اب ملا ترپھے ٹھکانا کام کیا باقی رہا

(اوم شم شری پرما تمنے نمہ)

انوبھوتی پرکاش (ہندی) مصنفہ سنت ہری سنگھ جی (اپنشد بھاگ) مضبوط سالم کپڑے کی جلد میں ملبوس، اعلیٰ کاغذ ۲۸ پونڈ قیمت نو روپے علاوہ ڈاک خرچ = دفتر رسالہ اوم اندرون اجمیری گیٹ دہلی ۶ سے حاصل کریں ۔

اوم

شنکا سمادھان
منگل کا برت

ایڈیٹر

پرشن - میں نے اُپاسنا انک ۱۹۷۱ء کے صفحہ 76 میں آپ کے منگل برت رکھنے کا مضمون پڑھا کرپا کر کے منگل برت کی پوری ودھی لکھیں۔ میں عرصہ دراز سے یہ برت کرتا آیا ہوں۔ لیکن لابھ نہیں ہوا۔ (جگدیش رائے مل اوسیر رخصتی)

اُتر - منگل کا برت ایک سادھارن برت ہے۔ اس دن صرف ایک وقت بھوجن اور رات کو دودھ اور دن میں اگر ضرورت ہو تو پھل آہار بھی کیا جا سکتا ہے۔ نمک کا تیاگ کرنا لازمی ہے۔ شام کو وقت ہنومان جی کے مندر جا کر پرشاد خواہ ۵ آنے کا ہو۔ یا ۱¼ روپیہ کا ہو بھینٹ کرنا چاہیئے۔ اور ہنومان جی کی مورتی میں دھیان کرتے ہوئے انکو پرتکش (زندہ جاوید) سمجھنا چاہیئے۔ اور من میں گڑگڑاتے ہوئے اپنی کامنا کی پورتی کیلئے پرارتھنا کرنی چاہیئے۔ بعد میں انکی پرسنتا سمجھکر اطمینان کرنا چاہیئے کہ انہوں نے سپھلتا کا ور دے دیا ہے اور میرا کاریہ ضرور سپھل ہوگا۔

جڑ مورتی میں چیتنتا ہمارے ہی یوگ بل یعنی ایکاگرتا۔ شردھا اور شاستر ودھی سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ مورتی تو ایک قسم کا ریڈیو سیٹ ہے۔ اگر بجلی یا بیٹری نہ ہو تو وہ کام نہیں کرتا۔ اگر ٹھیک نمبر پر سوئی کو نہ گھمایا جاوے۔ تب بھی آواز سنائی نہیں دیتی۔ آواز کی سوئی کو واجب جگہ پر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح مورتی سے یا دیوتا سے بھی لابھ اٹھانے کے لئے مندرجہ ذیل سادھن لازمی ہیں۔

(۱) شردھا۔ (۲) پریم۔ (۳) ودھی۔ (۴) شوچ اور پوترتا۔ جیسا دیوتا ہو ویسا بھوگ۔ (۵) پرشاد۔ (۶) اپنے چت کی ایکاگرتا۔ (۷) اپنے سنکلپ کی دِرڑھتا۔ (۸) مسلسل منتر جاپ۔ (۹) اور جب تک سدھی پراپت نہ ہو تب تک مسلسل پوجا پاٹھ جاری رکھنا چاہیئے۔ (۱۰) اُکتانا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ ہمارے پچھلے جنم جنمانتروں کے بُرے کرم (مند پرارابدھ) کبھی سدِ راہ ہوتے ہیں۔ اس لئے نیم بدھ ہو کر پوجا پاٹھ میں مصروف رہنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے تین ماہ تین سال۔ سات سال یا ۱۲ سال کے بعد ہی پھل ملے۔ یہ گذشتہ کرموں پر ہی منحصر ہے۔ پرارابدھ کو میٹنے میں کوئی بھی سمرتھ نہیں۔ ہاں یوگی۔ گیانی اور جس کو بھگوان کے ساکھشات درشن ہو جاویں وہ پرارابدھ کو بدلنے کی سمرتھ رکھتا ہے۔ بہرحال ایشور کا سچا بھگت جس کا نشچے دِرڑھ ہے۔ اس کے پرارابدھ کرم اپنا کم و بیش پھل دیکر نشٹ ہو جاتے ہیں یعنی سُولی کی جگہ کانٹا ہی جاتا ہے۔ زبردست موسلا دھار بارش ہو رہی ہو۔ تو چھاتہ کچھ نہ کچھ کام دے جاتا ہے۔ چھاتہ بارش کو بند نہیں کر سکتا لیکن بارش کے پربھاو کو کچھ روک لیتا ہے۔ ایسے ہی ہمارے سنِد کرم جب اُپستھت ہوں تو ایشور کا بھجن چھاتہ کا کام کرتا ہے۔

صبح اشنان وغیرہ کرکے ہنومان جی کی مورتی کے آگے دھوپ دیپ وغیرہ جلائیں۔ سُونگی کا پرشاد رکھیں پھر

ہنومان چالیسہ اور سنکٹ موچن کا پاٹھ شروع کریں۔ سات بار یا سو بار ہنومان چالیسہ کا پاٹھ کریں۔ منگل کا برت رکھیں۔ اور شام کو مندر میں جاکر پرشاد لڈو۔ (شدھ گھی کے ہوں تو بہتر ہے) ورنہ پیڑے یا برفی یا بیسن کا پدانہ ہو جاوے تاکہ بانٹنے میں آسانی رہے۔

یہ یقین رکھیں۔ کہ مورتی کی پوجا ایک پتھر کی پوجا نہیں ہے۔ بلکہ سرو ویاپک چیتن پرماتما (جوکہ مورتی میں بھی موجود ہے) اُس کی ہی ارادھنا ہے۔ جتنا ہمارا دردھ سنکلپ اور پورن شردھا ہوگی۔ اُسی قدر ہمیں جلدی پھل ملے گا۔

جیسے پہلے لکھا جا چکا ہے۔ کہ مورتی تو ریڈیو سیٹ کی طرح آواز کو سننے کا سادھن ہے۔ جیسے آواز آکاش میں پھیلی ہوئی ہے۔ ایسے ہی ست چت آنند سروپ پرماتما (اور اسکی دیویہ شکتیاں یعنی دیوتا) سرو ویاپک ہیں یا سب جگہ موجود ہیں۔ ہم مورتی میں انکی کلپنا کرکے اور شاستر ودھی انوسار پوجا کرکے اُن کو اپنے چت کی ایکاگرتا اور منتر اور یوگ شکتی سے پرگٹ کر سکتے ہیں۔ یا اُن سے اپنی کامناؤں کی سدھی حاصل کر سکتے ہیں۔ مورتی بذات خود تو مٹی یا دھات کی ہی ہے۔ اس میں چیتنتا کا لانا بھگت کی اپنی یوگ شکتی اور دردھ وشواس پر منحصر ہے۔ گویا مورتی تو ایک سادھن ہے۔ جیسے گائتری منتر اور یوگ دوارہ ہم ردھی سدھیاں حاصل کرتے ہیں۔ حالانکہ گائتری منتر چند شبدوں کا مجموعہ ہے لیکن اُن شبدوں کے اُچارن سے ہمارے اندر کی شکتیاں جوکہ سوئی ہوتی ہیں۔ وہ جاگ اُٹھتی ہیں اور ہم میں ایک ادبھت شکتی آجاتی ہے۔ یہی حال مورتی کا ہے۔"

"گورکھ ناتھ نندہ"

شنکا سمادھان

مورتی میں بھگوان

(از قلم دیوان ویسا رج جی نندہ)

شنکا۔ سومناتھ کا مندر صدیوں سے مشہور تھا۔ بھگوان شنکر کی مورتی کو محمود غزنوی نے توڑ کر لاکھوں روپیہ کے جواہرات سونا چاندی حاصل کیے مگر مورتی نے نہ ہی اپنی رکھشا کی، اور نہ ہی اپنے پجاریوں کی۔

پتھر کی مورتی کو کسی مندر میں استھاپت کرنے سے پہلے برہمن لوگ وید منتروں دوارہ اسکی پران پرتشٹھا کرتے ہیں: تاکہ اُس میں دیوتا کا واس ہو۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو مورتی اپنی بے عزتی کرنے والوں کو ختم کیوں نہیں کرتی! ور شردھالو لوگوں کو آشیرباد کیوں نہیں دیتی۔ اگر ایسا ہے تو ان منتروں سے مُردے زندہ کیوں نہیں کئے جاتے؟

ڈاکٹر سی آر تنیجہ (نمبر خریدار 5414)
(مصنف کتاب گھر کا ڈاکٹر) ارجن نگر گوڑگاؤں "

جواب۔ سومناتھ کے صدیوں پرانے مندر میں بھگوان شنکر کی مورتی کو محمود غزنوی نے توڑا اور مورتی کے لاکھوں روپے کے ہیرے جواہرات کے زیور اُٹھاکر اپنے وطن کو لے گیا۔ اس سمے نہ ہی تو مورتی نے اپنی رکشا کی اور نہ ہی اپنے پجاریوں کی۔ یہ ایک ایسی انہا سک گھٹنا ہے کہ اس سے مورتی میں دیوتا کا واس ہے۔ اس بات پر ڈاکٹر صاحب کو شنکا کا ہو جانا ایک سادھارن

سی بات ہے۔ کوئی بھی سادھارن منشیہ جو کہ مورتی پوجا کے وگیانک پہلو سے نابلد ہے۔ وہ ایسی گھٹنا کے بیرونی سروپ سے پربھاوت ہو کر مورتی پوجا میں شردھا کو چھوڑ سکتا ہے اور اس اُپاسنا کی پدھتی کو کیول کلپت کہہ سکتا ہے۔ لیکن ایسی شنکا وچار وان کو نہیں ہوتی۔ وہ تو ایسی گھٹنا کو جان کر اس کے کارن کو سوچیگا۔ اور اس کے دل میں فوراً یہ سوال اٹھے گا کہ جب محمود غزنوی نے ایک بار مورتی کو توڑ دیا۔ وہاں کے تمام قیمتی جواہرات کو اڑا لے گیا۔ تب وہ کونسی چھپی طاقت تھی جس نے اُن کے بھگتوں کو ویسی ہی مورتی کے از سر نو بنانے کے لئے پریرنا دی اور وہ کونسی چھپی طاقت تھی جسکے ذریعہ نئی مورتی کی پرتشٹھا آج بھی ویسی ہی چلی آ رہی ہے۔ جیسی صدیوں پہلے تھی۔ اس سوال کو حل کرنے کے لئے ہمیں مورتی پوجا کے وگیانک ہیتو کو سمجھنا ہوگا۔

مورتی نرمان کلا بھارت کی بہت ہی صدیوں پرانی کلا تھی۔ اور ہے بھی۔ پراچین کال میں مورتی نرمان کلا کے پرمکھ کلاکاروں کے چلتے پھرتے سماج تھے۔ وہ مورتی کا نرمان دھن دولت کے لوبھ سے نہیں کرتے تھے۔ وہ مورتی بناتے تھے۔ اپنی کلا کے وستار کے لئے اور اپنی بھاوناؤں کو مورتی میں بھرنے کے لئے۔ جب کسی شہر میں کوئی دھنی مانی پُرش سماج یا راجہ کسی دیوتا کی مورتی کا نرمان کرانا چاہتا تھا۔ وہ اس سماج کو اپنے ہاں ٹھہرا لیتا تھا۔ اُنکی رہائش کھان پان کا بندوبست کر دیتا تھا۔ جس دیوتا کی پرتیما کے نمت مندر بنانا ہوتا تھا۔ کلاکار اس دیوتا کے گنوں کا دھیان کرتا تھا اس کا دھیان کرتے کرتے جب اس کو اس کے ہردے میں اسی دیوتا کا ساکشاتکار ہو جاتا تھا اور جیسی شکل و صورت میں وہ دیوتا اس کے ہردے میں پرگٹ ہوتا تھا۔ ویسے ہی سوروپ کو اپنی چھینی کے سہارے پتھر میں بھر دیتا تھا جب تک اس کے ہردے میں دیوتا کا روپ گن پرگٹ نہ ہوتا۔ وہ نرمان کارج میں نہ لگتا تھا۔ اس کی اٹاٹ بھاونا ہی چھینی کے ساتھ اس پرتیما میں بھر جاتی۔ اس کام کے لئے سمے کا تو کوئی سوال ہی نہیں اٹھتا تھا۔ کیونکہ وہ کلاکار کوئی تنخواہ دار تھوڑے ہوتے تھے۔

اس کے بعد اس پرتیما کی استھاپنا کی جاتی۔ اس میں پران پرتشٹھا ہوتی۔ اس دیوتا کے گنوں کو ظاہر کرنے والے منتروں کے ودھی ودھان سے پاٹھ کرنے پر اس مورتی میں دیوتا کی بھاونا جاگرت ہوتی۔ اس دیوتا میں اٹوٹ شردھا رکھنے والے بھگتوں کی بھاونا سے۔ مورتی میں دیوتا کا نواس ہو گیا۔ ایسی شردھا اور وشواس اُن کی دڑھ بھاونا سے اُن میں جاگرت ہو جاتا اور انکو اسی مورتی میں پرتکش دیوتا کے درشن ہوتے۔ ان کی شردھا کے انوپات (پرمان) سے ہی اُن کو اس مورتی میں چیتنتا دکھتی اور اُن کی کامناؤں کی پورتی ہوتی۔

دیو پرتیما تو بھوتک ہی ہوتی ہے۔ اس میں جو اوناشی تتو دیوتو (دیوتا کا نواس) ہوتا ہے وہ تو ادرشیہ (نہ نظر آنے والے) روپ سے اُن کے بھگتوں کی شردھا سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ کوئی بھی بھوتک (پراکرت) وستو پنچ بھوتوں سے نرمت ہونے سے ناشوان ہی ہو گی اس کا ہراس تو کسی نہ کسی سمے کسی نہ کسی کارن سے ہوگا ہی۔ وہ کارن چاہے پراکرت ہو یا کوئی ویکتی وشیش ہو۔ بڑے بڑے سدھ پرش یوگیندر منیندر یہاں تک کہ اوتاری پرش بھی اس بھوتک جسم کو قائم نہیں رکھ سکے اُن کا اوناشی انش، اُن کا تیج اور پربھا اُن کے جسم نہ رہتے ہوئے بھی قائم رہتی ہے۔ اسی وجہ سے سدھ پرشوں کی سمادھیوں اور اُن کے استھانوں سے شردھالو لوگ اپنی شردھا کے بل پر اپنی کامناؤں کو پراپت کر لیتے ہیں۔"

مثال کے طور پر کسی ایک دیش کا جھنڈا محض کپڑا اور اس کو اٹھانے والے ڈنڈے سے ہی بنایا جاتا ہے اور کسی
کے ہاتھوں سے ہی بنتا ہے۔ جب اس جھنڈے میں راشٹر کے پرتیک ہونے کی بھاونا اس دیش کی جاتی کے دوارہ بھر دی
جاتی ہے۔ یہی اس جھنڈے کی پران پرتشٹھا ہے۔ سب جاتی اس میں اپنے راشٹر کا گورو (عزت) مان کر اس کی سیوا
کرتی ہے۔ اس کی رکشا میں پران دینے سے بھی جھجکتی نہیں۔ وقت آتا ہے جب وہ راشٹر کسی کارن وش پراست
(ہار) جاتا ہے۔ تو اسی جھنڈے کو فاتح لوگ توڑ پھوڑ ڈالتے ہیں۔ جھنڈا تو ٹوٹتا ہے مگر اس میں جو راشٹر کے گورو
کی بھاونا بھری ہوئی ہوتی ہے۔ وہ نراکار روپ سے ویسی ہی قائم رہتی ہے۔ اور […] اگلے […] ہے۔ اور جھنڈا
بنتا ہے۔ مگر راشٹر بھاونا وہی ہوتی اور وہ پھر سے جاگرت […]
اس میں راشٹر سنتا کی بھاونا اوناشی تو ہے۔ ویسے ہی مورتی پرتیک ہونے سے […] ہے۔ پرنتو شردھا وان
سماج کی بھری ہوئی دیو بھاونا اس میں اوناشی تو ہے۔ محمود غزنوی مورتی کو توڑ سکا لیکن […] بھاونا
ہی بنا رہا۔ اور بنا رہیگا۔ اس پر بھی میرا وشواس ہے۔ کہ اگر اس وقت […] بھگتوں اور پجاریوں کی شردھا […]
ہوتی وہ شنکر پرتیما کو ہتھیلی کے اوپر پڑے آملہ کی طرح […] ساکشات […] تو […]
ہوتا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ظاہرداری زیادہ ہوگئی تھی۔ […] دیو بھاونا […]
ہیں ان کی پرتیما پر ہیرے اور جواہرات لدے […] شنکر بھولے تو […] مورتی
بھگتوں کے دیوتا ٹھہرے۔ ان کو زیورات سے کیا واسطہ۔

ہمارے پران بتلاتے ہیں کہ آدی کال سے دیو اور اسر دونوں ہی موجود […] ان دونوں […] لڑائی چلی آ رہی ہے۔
کبھی دیوتا جیت جاتے ہیں۔ اور کبھی اسر دیوتا جب ہار جاتے ہیں تو ان میں سے دیو بھاو […] چلا نہیں جاتا۔ وہ پھر سے
ساتوک شکتیوں کا سنگرہ کرتے ہیں۔ اور اسروں کا […] نایا کر دیتے ہیں۔ ست […] نیچے اوپر ہوتے […] ہیں۔
شرو شکتیمان نرنجن نراکار ہر سمے اور ہر جگہ حاضر ناظر ہوتے ہوئے بھی کبھی اسّت کی طرح […] ہوتے ہیں کئی بار
کورا جھوٹ کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور وہ نراکار نرنجن دیکھتا ہی رہتا ہے۔ پرنتو آخر ستیہ ستیہ ہی ہے اور وقت پا کر وہ پھر
اپنا ادھیکار پراپت کر لیتا ہے۔ جھوٹ کی ظاہرا کامیابی کو دیکھ کر کوئی ستیہ کی پرتشٹھا تھوڑا ہی چھوڑ دیتا ہے۔
ودیانت کی بھاشا میں یہ مانو (منشیہ) خود ہی سب کچھ ہے۔ یہ منش […] دیوتا اور دیوتا سے […]
کر سکتا ہے۔ اس کی بھاونا اور سنکلپ ہی سب کچھ ہے۔ جیسے یہ دیوتا مان لیتا ہے۔ اسی […] دیوتا کے تمام لکش اس کو
پر تکش نظر آنے لگتے ہیں۔ جیسے وہ مان لیتا ہے۔ اسی میں اسے […] شکتیاں نظر آتی ہیں۔ اور اسی سے وہ من چاہی
کامنا کو پراپت کر سکتا ہے۔ مانو کی بھاونا ہی سرشٹی کا مول ہے۔

سفرنگ اے بلیسنگ
SUFFERING A BLESSING
انگریزی کی بہترین کتاب کاغذ اعلیٰ ۲۸ پونڈ قیمت صرف دو روپے۔ رسالہ اوم دہلی سے حاصل کریں۔

اوم

ودوان ویدی

راشٹر و شنواس (۱)

از شریمتی ... بمبئی

ہندو دھرم کے بڑے بڑے مکھیہ اچاریوں کا یہ مت ہے کہ سناتن دھرم، کا آغاز ویدوں کے پراگٹیہ یا ظہور کے ساتھ ہی ہوا تھا۔ دوسرے لفظوں میں یہ اتنا ہی دیرینہ اور قدیم ہے۔ جتنے وید۔ لہٰذا اسمیں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ یہ دھرم کسی خاص ویکتی کا چلایا ہوا نہیں، یعنی اس کا بانی کوئی خاص مہان پرش نہیں ہوا۔ جس طرح، اسلام، عیسائیت جین مت۔ اور بدھ مت کے مانے جاتے ہیں، ہندو دھرم تو انادی کال سے چلا آتا ہے۔ اور سمے سمے پر اس کی رکشا اور اُنتی کے لئے مہا پُرشوں اور اوتاروں کا ظہور ہوتا رہا۔ اور ہوتا رہیگا۔ شری بھگوان کرشن جی نے ارجن کو اسی ضمن میں بتایا تھا کہ۔

यदा यदा हि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत ।
अभ्युत्थानमधर्मस्य तदात्मानं सृजाम्यहम् ॥ ७ ॥
परित्राणाय साधूनां विनाशाय च दुष्कृताम् ।
धर्म संस्थापनार्थाय संभवामि युगे युगे ॥ ८ ॥

ارتھات۔ جب ناش دھرم کا ہوتا ہے۔ اور ہوتی ہے پاپ کی بڑھتی جب مایا سے روپ رچ کر اپنا ہو جاتا پرگٹ ہوں، بھارت تب میں بھگتوں کی رکشا کرنے کو اور مارنے کو پاپی سارے، اور دھرم ستھاپت کرنے کو یگ یگ میں آتا ہوں پیارے

یعنی بھگوان اسکی رکشا کیلئے سویئنگ مختلف اوتاروں کی صورت میں پرگٹ یا ظہور پذیر ہوا کرتے ہیں۔ اگر اس میں کسی کو شک ہو تو اُسے اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیئے۔ ہم اسکو یہی سمجھا سکتے ہیں۔ ہندو دھرم کی پرنالی مغربیت کی طرح نئی نہیں ہے۔ انادی کال سے چلی آرہی ہے۔ اور چلتی رہے گی۔ اس کے رہنما سمے سمے پر ضرورت حالات کے مطابق بھگوان کی آگیا کا پالن کرنے اور آتما دھرم کی رہنمائی اور رکشا کے لئے آتے رہینگے۔ اگر اسے کوئی نو تعلیم یافتہ موجودہ وتاورن کے زیر اثر دقیانوسی خیال کرے، اور سمجھے کہ دورِ جدید اور حالاتِ حاضرہ کے ساتھ یہ ہم آہنگ نہیں رکھتا، اس لیے اسکو چھوڑ دینا چاہیئے۔ تو یہ اسکی اپنی کم فہمی اور نا سمجھی کی ہی دلیل ہے، ایسے ویکتیوں کے لئے ہم پرارتھنا کرتے ہیں کہ بھگوان سدبدھی یعنی عقلِ سلیم پردان کریں جس سے وہ آتما دھرم کی حقیقت کو سمجھکر اس کی شرن لیں اور اپنی آتما کا کلیان کریں۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ موجودہ حالات میں بھی یورپ اور امریکہ کے بہت سے باشندے، ان حقائق سے بہت حد تک واقف ہو چکے ہیں۔ سوامی وویکا نند جی اور سوامی رام تیرتھ جی نے انکی آنکھیں کھولدیں اور ان مہاتماؤں کے طرزِ بیان اور تفسیر سے وہ اُن کے قائل اور معتقد ہو گئے اور بھارت ورش [illegible] کشش پیدا ہو گئی۔

کیا یہ اُنکا اندھ وشواش تھا، یا حقیقت بینی، جس دھرم کا ان اوچیہ کوٹی کے مہاتماؤں نے پرچار کیا اور عوام کے ہِردوں کو تسخیر کرلیا۔ وہ اندھ وشواش پر مبنی نہیں تھا، ان مہاپرشوں نے اپنی الوکک اور لاثانی یوگیہ اور بدھی کے انوسار ایک آفتاب حقیقت کو ان کے سامنے روشن کیا جس سے وہ چکاچوند ہو گئے۔ اُنکو وہ فلسفہ سُنکر بھارت ورش کے درشنوں کا اشتیاق بھی پیدا ہو گیا اور وہ یہاں آئے اسکی صداقت کے قائل ہو گئے۔ حالات موجودہ میں بھی امریکہ، انگلینڈ اور جرمنی وغیرہ ملکوں میں جو ہرے کرشن کے کیرتن کی تحریک جاری ہو چکی ہے وہ کیا ظاہر کرتی ہے۔ وہ کیرتن کرنے والے اصلی معنوں میں ہندو بن چکے ہیں۔ ان کا رہن سہن، پوشاک، اور دن چریا بالکل بھگوان کے بھکتوں جیسی ہے۔ کیا وہ اندھ وشواس کے زیر اثر ایسا کر رہے ہیں۔ یا کسی حقیقت کو مدنظر رکھکر، اگر بھارت ورش کے رہنے والے کچھ نوجوان اور نئی پود کے انسان اپنے دھرم کو تلانجلی دینے پر تُلے ہوئے ہیں اور اسکی تعلیم کو اندھ وشواس پر مبنی کرتے ہیں تو یہ ان کا اپنا دوش ہے۔ یرقان کے مریض کو سب کچھ پیلا ہی دکھائی پڑتا ہے آئیے اب ذرا اندھ وشواس کی تہ میں پہنچنے کی کوشش کریں۔ اس کا لفظی مطلب ہے بغیر سوچے سمجھے کسی بات کو مان لینا اور اپنے جیون کو اس کے مطابق ڈھالنا۔ ایسا یا تو کسی بزرگ کے کہنے پر ہی ہوتا ہے جس پر ہمیں پورا پورا وشواس ہو یا کسی کتاب کو پڑھنے سے کوئی جذبات پیدا ہو جائیں۔ اور پڑھنے والے اسکے مطابق اپنے جیون کو ڈھالنا شروع کر دیں۔ اس طرز عمل کو اندھ وشواس کا نام دینا حقیقت سے دور ہے۔ کیونکہ اسی اندھ وشواس کا دوسرے لفظوں میں مطلب (نِشٹھا شردھا اور یقین) کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا جس کے بغیر انسان کو آتمک ترقی کے راستے میں بڑی رکاوٹیں پیش آتی ہیں، چوں چراں یعنی (ایسا کیوں؟ ویسا کیوں) کہنے والے اسی ادھیڑ بن میں رہتے ہیں۔ اور پورن شردھا یکت پرش آگے نکل جاتے ہیں۔ گورو بھی آتمک شکتی سے انکی سہائتا کرتے ہیں۔ اگر گورو دیا مہاتماؤں کی آگیاؤں یا اپدیشوں اور وچنوں کو بلا چوں چرا یا صحیح مانکر ان پر عمل کرنیکو اگر اندھ وشواس کا نام دیا جائے تو ایسا اندھ وشواس ہماری آتمک ترقی میں رکاوٹ پیدا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس اندھ وشواس کے بغیر ترقی کا امکان ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ اسی کا نام شردھا ہے۔ ہمارے دھارمک اتہاس میں بے شمار ایسی مثالیں موجود ہیں۔ اور ایسے اندھ وشواس والے یعنی شردھا یکت بھگتوں کی بھگوان خود سہائتا کرتے ہیں۔ بشرطیکہ اس کے ہردے میں کھوٹ نہ ہو۔ آئیے اب اس کے متعلق کچھ اُداہرن پیش کریں۔

برندابن دھام میں ایک کلادھاری جی کا مندر ہے۔ بہت سالوں کی بات ہے کہ اسکے پجاری کسی ضروری کام کے لئے کہیں باہر جا رہے تھے، انہوں نے اپنے چیلے کو بُلا کر کہا کہ دیکھو، ہم کچھ دنوں کے لئے باہر جا رہے ہیں۔ تم نے ہماری غیر حاضری میں ٹھاکر جی کی باقاعدہ سیوا کرتے رہنا۔ اور انکو بھوگ لگا کر ہی کھانا کھانا۔ نہیں تو پاپ لگے گا۔ اور تم نرک کے بھاگی ہو گے۔ چنانچہ گورو جی چلے گئے تو اگلے ہی روز اس چیلے نے بھوجن آدی تیار کر کے بھوگ کیلئے لے گیا اور آنکھیں بند کر کے پاس بیٹھ گیا۔ لیکن بھوگ نہ لگا۔ اس نے ان بھوگ وستوؤں کو وہاں سے اٹھا لیا۔ لیکن خود کچھ نہ کھایا۔ اسی طرح شام کو سیوا کے بعد اور دوسرے دن بھی اس کا بھوگ ویسے کا ویسا ہی پڑا رہا۔ بھگوان نے بھوگ نہ لگایا۔ اس سے وہ بہت ہی دکھی ہوا۔ ایک تو اسے اپنے گورو کا بھے دوسرے بھگوان کو بھوگ نہ لگا۔ اور تیسرے وہ خود بھوکا رہا۔ پھر تیسرے دن بھی جب یہی کھیل کھیلا گیا۔ تو وہ از حد مایوس ہو کر رونے لگا۔ تو اسی وقت بھگوان نے پرگٹ ہو کر بھوگ لگایا۔ اور پھر ہر روز ایسا ہی ہوتا رہا۔ اب گورو جی واپس آئے تو انہوں نے اس سے پوچھا، کیوں بھئی نامدیو ٹھاکر جی بھوگ لگاتے رہے ہو یا نہیں؟ چیلے نے جواب دیا۔ مہاراج میں ٹھاکر جی کو باقاعدہ بھوگ لگاتا ہوں اور تیسرے

دن سے تو ٹھاکر جی پرگٹ ہوکر خوب بھوگ پدارتھوں کا سیون کرتے رہے ہیں۔ گورو جی یہ سُن کر حیرت سے رہ گئے اور پھر پوچھا کیا ٹھاکر جی پرگٹ ہوکر بھوگ پدارتھ کھایا کرتے تھے؟ یہ تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ اچھا آج پھر اسی طرح سے بھوگ لگاؤ چیلے نے بڑے پریم پوروک بھوجن تیار کر کے، ٹھاکر جی کے آگے رکھا لیکن اس دن وہ پرگٹ نہ ہوئے۔ گورو یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا چیلے نے پھر بڑی ہی بھاؤ پوروک پرارتھنا کی اور رو رو کر بھگوان کو بلایا اور وہ جھٹ بھوگ لگا کر الوپ ہو گئے۔ یہ اُس لڑکے کے اندھ وشواس کا ہی پھل تھا۔ کہ ٹھاکر جی اس طرح پدھارے،

۲۔ راجستھان میں شری ناتھ دوارہ ایک مشہور مندر ہے، بہت سالوں کا ذکر ہے کہ وہاں مندر کے باغ کا ایک مسلمان مالی تھا۔ اس باغ میں آموں کے خالی پیڑ تھے اور موسم گرما میں ٹھاکر جی کو آموں کا بھوگ لگایا جاتا تھا۔ ایک سال ان آم کے پیڑوں کے پھل خراب ہو گئے۔ ان میں کیڑے پڑ گئے۔ مالی کو یہ دیکھ کر بہت دُکھ ہوا۔ کیونکہ ایسی حالت میں وہ آم ٹھاکر جی کو پیش نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے دُکھ کی کوئی انتہا نہ رہی اور وہ کھانا پینا چھوڑ کر ان پیڑوں کے نیچے لیٹ گیا اور پربھو سے پرارتھنا کرنے لگا۔ کہ پربھو اس حالت میں میں آپ کو آم کیسے پیش کروں۔ اسکی یہ حالت دیکھ کر تین دن بعد شری ٹھاکر جی جو بھوگ پدارتھ اور چاندی کی صراحی میں جل ان کے ارپن کیا گیا تھا۔ لیکر مالی کے پاس پہنچے اور اس کو بھینٹ کیا۔ اور الوپ ہو گئے۔ مالی نے بڑی پرسنتا سے سب کچھ کھایا۔ اور جل پان کیا اور پھر اٹھ کر دیکھا تو سب آم ٹھیک تھے۔ اب اسکی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اس نے پھل اتارے۔ اور ایک اونٹ پر لاد کر بمعہ صراحی مندر پہنچا۔ پجاری نے باہر آکر وہ پھل لے لئے اور صراحی کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ کہنے لگا۔ اب معلوم ہوا کہ صراحی تم چرا کر لے آئے تھے۔ یہ سُنکر مالی نے کہا کہ میں نے صراحی کو نہیں چرایا تھا۔ اگر ایسا کرتا تو پھر یہاں کیوں لاتا۔ شری ٹھاکر جی نے خود اس سے مجھے پانی پلایا تھا اور میرے پاس ہی چھوڑ کر غائب ہو گئے۔ پجاری یہ سُن کر ہکا بکا رہ گیا۔ وہ مالی آج سے پندرہ سال پہلے تک زندہ تھا۔ اس کے اندھ وشواس سے ہی ٹھاکر جی وہاں نمودار ہوئے۔ اور اس کی رکشا کی۔

یہ سب بھگوان پر اندھ وشواس کا ہی پھل ہے۔ کہ بھگوان اپنے بھگت کی فوراً سہائتا کرتے ہیں، ایسی ہی ایک اور مثال پیش کرتا ہوں۔ — بہت سال ہوئے برندابن میں شری بانکے بہاری جی کے مندر کا ایک غریب برہمن سیوک تھا۔ بیس روپیہ ماہوار اسکی تنخواہ تھی کسی بیاہ شادی کے لئے اسے کچھ روپوں کی ضرورت پڑی۔ ایک سیٹھ ساہوکار سے اس نے پانچسو روپے قرض لئے۔ اور اپنا کام پورا کیا، اس قرض کی ادائیگی کے لئے وہ ہر ماہ اسے اپنی تنخواہ دے آتا۔ جب اس طرح سے وہ سارا قرض ادا ہو چکا تو اس نے سکھ کا سانس لیا۔ لیکن ادھر اس سیٹھ نے اس پر پانچسو روپیہ کی عدم ادائیگی کا دعویٰ کر دیا۔ اور عدالت کا ایک چپراسی عدالت کا سمن لے کر اس کے پاس پہنچا اور اس کو کسی خاص تاریخ پر عدالت میں حاضر ہونے کیلئے حکم سُنایا۔ وہ غریب ہکا بکا رہ گیا۔ اور کہنے لگا میں نے تو سارا قرضہ ادا کر دیا تھا۔ میرے ذمے اب کوئی رقم نہیں ہے۔ کرمچاری نے کہا تمہارا کوئی گواہ ہو تو اس کا نام لکھا دو۔ اس کو عدالت میں بُلا لیا جائیگا۔ اس کے جواب میں وہ غریب برہمن بولا کہ میرے گواہ تو بس ٹھاکر بہاری جی ہی ہیں۔ اس بات کو یہی جانتے ہیں۔ بابو سیٹھ۔ تو اچھا ان کا نام اور ولدیت لکھا دو۔ برہمن نے لکھا دیا۔ شری بانکے بہاری جی پتا کا نام بابا نند رائے ساکن برنداون دھام۔ کرمچاری یہ لکھ کر لے گیا۔ اور چند دنوں کے بعد شری بہاری جی

کے نام سمن جاری ہوا اور کرمچاری اُسے مندر کے باہر چسپاں کر گیا۔ مقررہ تاریخ کو جب عدالت میں مقدمہ پیش ہوا تو آواز لگی بانکے بہاری جی ولد بابا نند رائے۔ اسی وقت ایک وکیل جس نے اپنا مُنہ ڈھانپ رکھا تھا۔ حاضر ہو گیا۔ اور (جج) نیائے ادھیش کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ صرف نیائے ادھیش کو ہی نظر آ رہا تھا۔ اسکے سوال کرنے پر انہوں نے جواب دیا کہ یہ برہمن ہر مہینے اپنی تنخواہ اُسے قرض کی ادائیگی کے لئے دیتا رہا ہے اور وہ اپنی بہی میں باقاعدہ درج کرتا رہا ہے۔ یہ کہکر شری بہاری جی الوپ ہو گئے۔ مجسٹریٹ نے مقدمہ فوراً خارج کر دیا۔ اور شری بہاری جی کے درشنوں سے اسکی حالت ہی بدل گئی۔ اس نے ملازمت چھوڑ دی۔ اور شری بہاری کا انیہ بھگت ہو گیا۔ اور جج باوا کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ شری بہاری گیا کے مندر کا ایک تاریخی واقعہ ہے اسکی تہ میں بھگوان پر پورن وشواس کے سوائے اور کیا تھا۔ اور اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ کوئی اسے اندھ وشواس کا نام دیدے تو بھی صلاحیت اصلیت ہی رہیگی۔ اس طرح کے سینکڑوں بھگتوں کی کہانیاں بھگت مال گرنتھ میں موجود ہیں۔ جن سے یہی پتہ ہوتا ہے کہ بھگوت چرنوں میں واستوک شردھا اور پریم سے جو گتھیاں سلجھتی ہیں۔ انکا اور کوئی سادھن نہیں ہے۔ وہ شاکمبھری، میرا بائی، روپ گوسوامی، سناتن گوسوامی، کرمیتی بائی۔ اگر داس جی، کبیر جی اور انیکوں مہاتماؤں کی کتھاؤں کو پڑھکر پرتیکش بھگتی کے ان چمتکاروں کا پتہ لگتا ہے۔ اگر کوئی پشچمی سبھیتا کا شیدائی انہیں اندھ وشواس سمجھکر انکا ورودھ کرے تو اس میں اپنا ہی نقصان اور ہانی ہوگی۔ حقیقت بہرحال حقیقت رہیگی۔

اسی طرح ہندو دھرم میں سنسکاروں کی پرتھا ہے۔ جو بچے کے گربھ میں ہونے سے ہی شروع ہو جاتی ہے اور شریر کے انت ہونے تک جاری رہتی ہے اگر ہم اسے اندھ وشواس جان کر چھوڑ دیں تو ہمارے بچے اپنے دماغی ارتقاء کی منازل کو طے نہیں کر سکتے اور اُن میں اور عام حیوانوں میں کوئی فرق نہیں ہوگا کسی دھرم کی مقررشدہ پرنالی کو اندھ وشواس سمجھکر اس سے گریز کرنا یا اسے چھوڑ دینا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ دراصل اندھ وشواس ایک غلط اصطلاح ہے۔ کیونکہ حقیقت میں یہ انہنیہ شردھا۔ اور تلقین کا بگڑا ہوا نام ہے۔ بغیر شردھا کے ہم کسی کی بات سننے کو تیار نہیں ہونگے اور نہ ہی۔۔۔ کسی طریقِ عمل کو اختیار کرینگے۔ اپنے دھرم کو اگر ہم شردھا سے نہیں پالتے تو اس میں سپھلتا نہیں ہو سکتی۔ جہاں شردھا ہوگی وہاں حیرتناک نتیجے ظہور پذیر ہونگے۔ اسکی بابت وسدھارک مہاتماؤں کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ سوال ان کو شردھا پوروک پڑھنے اور ان پر عمل کرنے کا ہے۔ ورنہ ان سے کچھ لابھ نہیں ہو سکتا۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ،،

۱۔ رانسایڈ برندابن انگریزی نظم میں شری برندابن کے لئے پریم جذبات سے بھری ہوئی۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

۲۔ شری برندابن درشن۔ ہندی کتھا میں شری دھام برندابن کے پریمیوں کے لئے ایک نادر تحفہ۔ قیمت پچاس نئے پیسے

۳۔ جیمز آف گیتا۔ انگریزی نظم میں شری بھگوت گیتا کا سار، جس میں گیتا کے ہر ایک ادھیائے کے تتو کو بڑی وضاحت سے درشن کیا گیا ہے۔ قیمت پچھتر پیسے ،،

ملنے کا پتہ۔ دفتر رسالہ اوم اندرون بازار اجمیری گیٹ دہلی ۶

وہ اور ہم

کوی لوکناتھ دِل

کہتے تو ہیں۔ اُنھیں پُکارا ہے۔ کنتُو وہ آئے نہیں
واستو میں کرشنا کی طرح۔ ہم نے شری کرشن بُلائے نہیں
وُہ تو کیلے کے چھلکے بھی۔ کرتے ہیں۔ سویکار سدا
ہم اپنے ابھیمان کے کارن۔ وِدُر رانی بن پائے نہیں
وُہ تو بیر بھگت کے اُدھروں پر کر لیتے ہیں وِش پان
میرا بن کر ہم نے ہی گردھر گوپال رِجھائے نہیں
وہ تو مُٹھی بھر تنڈل لے کر دیتے ہیں لوک کا راج
وِپر سُدآما بن کر ہم نے روٹھے پیا منائے نہیں
پریم پرساد گرہن کرنا اُنکا تو سہج سُبھاؤ ہے
بھیلنی بن کر بیر کبھی ہم نے ہی اُنھیں کھلائے نہیں
وُہ تو سویم جٹاؤں سے پُونچھتے ہیں رکت جٹایو کا
ہم نے کیول گائے گئے ہیں۔ ہیئے میں پیا لیسائے نہیں
اُن کا تو یہ ورد ہے پتھر سے بھی پرگٹ ہو جاتے ہیں
دھنا بن کر ہم نے اے دِل! دِل کے تار ہلائے نہیں

SABHA AMB... LLA LIBRARY No. ... Date ... JAMMU

اوم

خطوطِ گوبند

قسط ۳

(شری ۱۰۸ سوامی گوبند آنند جی مہاراج)

خط نمبر ۱۶۔ از چوہڑکانہ مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۲۹ء

پیارے آتما لالہ لکھپت رائے و لالہ گورکھ ناتھ صاحبان۔ اوم آنند اوم آنند اوم آنند۔ "آپکا مرسلہ اخبار (کھشتری اخبار) پہنچ گیا۔ مجھے آپکی اخبار میں سے رُوحانی مضمون دیکھکر نہایت خوشی ہوئی۔ سَت سنگیوں کا ایسا ہی فرض ہوتا ہے کہ ہر کام میں اپنے حقیقی خیال کو مدِ نظر رکھیں۔ مضمون بھی بہت اچھا تھا۔ ہر پرچہ میں وِہار پرمارتھک شُدھ مضمون ہونے چاہئیں۔ جیساکہ آپ کا عمل ہے۔ میں نے اخبار مذکور پڑھکر شہر میں بھیجوا دی تھی کہ اور بھی دیکھیں۔

اُمید ہے کہ گورکھ ناتھ جی وہاں ہی ہونگے۔ اور یہ بھی اُمید ہے کہ دُنیا و عقبیٰ کے فکروں کی زنجیروں کو توڑ، نفرت و نفاق کے خیال کو چھوڑ، راگ دویش اور ہنگتا ممتا بھلی سے مُنہ موڑ، من اور اندریوں کی گردن مروڑ، چیت کو آتم پرائن جوڑ۔ اپنا وقت بسر کرتے ہونگے۔ ایسا ہی اصلی سَت سنگیوں کا عمل رہنا چاہیئے۔ سب صاحبان کو اوم آنند۔ سرب کا آتما۔ گوبند آنند۔ منڈی چوہڑکانہ ضلع شیخوپورہ

نوٹ۔ سورگباشی لالہ لکھپت رائے جی نندا میرے بڑے بھائی تھے۔ مجھ سے آٹھ سال بڑے تھے۔ انہوں نے لاہور میں کھشتری پریس اور کھشتری اخبار کا اجرا کیا تھا۔ اور تمام بھارت کا دَورہ کر کے کھشتری سبھائیں قائم کی تھیں۔"

خط نمبر ۱۷ از سری نگر دسنامی اکھاڑہ۔ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۳۰ء۔ مطابق سمت ۲۲-۵-۸۷

پیرے آتما لالہ گورکھ ناتھ صاحب۔ اوم آنند۔ جے سچدانند۔ (۱) آپ کا پریم پتر مل گیا۔ پڑھکر چیت پرسن ہوا۔

(۲) یہ شریر چند بیماریوں سے سخت بیمار ہو گیا تھا۔ لیکن اب اچھا ہے۔ مگر پھر بھی ابھی تک کمزوری بہت ہے۔ چلنے پھرنے کی طاقت نہیں۔

(۳) اپنی طرف سے خیال تو کیا گیا ہے کہ ۲۹ بھادوں سمت ۸۷ کو بروز سنیچر وار یہاں سے روانہ جموں ہو جاویں۔ آگے ارشٹ ادھین ہے۔

(۴) چونکہ اس دفعہ شریر ٹھیک نہیں۔ اس لئے یہ نہیں کہا جاتا کہ جموں کسقدر رہیں گے۔ اور سیالکوٹ ٹھہرنا ہو گا یا نہ ہو گا۔ لیکن اگر شریر بنا رہا۔ اور کچھ اچھا رہا۔ تو اگر ان دونوں جگہ میں نہ ٹھہرے تو چوہڑکانہ میں تو ضرور چلے جاوینگے۔ آگے ان جل ادھین ہے۔

(۵) یہ سب لیلا درشیہ میں ہے۔ جو متھیا اور کلپت ہے۔ درشٹا سے کچھ سَتّا نہیں رکھتی۔ اس لئے ایک ادویت آتما ہی سبھاوک استھت ہے۔ جو سدا اسنگ۔ اکرتّے۔ ساکھی رُوپ ہے۔"

لالہ داس مل صاحب۔ پنڈت سنت رام جی۔ پنڈت اننت رام جی و لالہ دیوان چند جی اور سب ست سنگیوں کو اوم آنند جے سچدانند۔ فقط۔ گوبند آنند (بقلم دولت رام جموں والے)

خط نمبر ۱۸۔ از جموں۔ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۰ء — پیارے آتما۔ اوم آنند۔ یہ شریر پرسوں ۲۹ بھادوں جموں پہنچ گیا ہے۔ اب شریر اچھا ہے۔ تاہم ابھی کمزوری بہت ہے۔ اچھا واہ واہ سب آنند ہے۔ جب شریر ہی متھیا ہے۔ تو اسکی علتیں

کہاں ست ہو سکتی ہیں۔ سب اننت کا پ ماتر ہے۔ جو ادھشٹان سے الگ نہیں ہے۔ ابھی کچھ دن یہاں ٹھہرنے کا خیال ہے۔ آگے اُن جیل۔ از جموں مندر رانی صاحبہ گمٹ دروازہ۔"

خط نمبر ۱۹۔ از جموں ۴۔ اسوج مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۳۰ء۔ پیارے آتما۔ لالہ گورکھ ناتھ صاحب۔ اوم آنند۔ اوم آنند۔ آپ کا منی آرڈر معہ چند حروف پریم بھرے ٹھنڈے ٹھنڈے جو کشمیر کا سیر کر کے جموں میں آئے پہنچا۔ اگرچہ آپ کی توجہ سے سب کام وقت پر خود بخود ہوتے اور ہو رہے ہیں۔ لیکن آپ کا پریم دیکھ کر چت اتی پرسن ہوا اپنے نجانند ذاتی سے آنندت رہیں۔"

اب شریر اچھا ہے تھوڑی کمزوری باقی ہے۔ جو ٹھیک ہو رہی ہے۔ آپکا پہلا کارڈ بھی سری نگر سے آ کر پہنچ گیا تھا شاید شریر دسہرہ تک یہاں ہی ٹھہرے۔ آگے اُن جیل سب کو اوم آنند۔ گوبند آنند۔ از جموں۔ مندر رانی صاحبہ۔

خط نمبر ۲۰۔ از چوہڑ کانہ منڈی مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۳۲ء۔ اوم۔ اوم۔ اوم۔ پیارے آتما۔ اوم آنند۔ پہلے پُونت بھیجے رہی مائی۔ مالٹے پہلے پہنچ گئے بابت معہ پیتر پیچھے ملا۔ مالٹے بہت اچھے ہیں۔ برا چھے کیوں نہ ہوں۔ ایک تو میٹھے رس بھرے۔ دوسرا پریم رس بھرے۔ نیز انہوں نے۔ کرم۔ اُپاسنا۔ گیان۔ تینوں کا ثبوت اپنے سے دیا۔

(۱) اگر ہمارا بیج نہ ہو۔ تو کیسے شروع میں بنتے۔ یہ ہمارے کرم کا نتیجہ ہے۔

(۲) باغبان کی ترکیب سے ہم کو نرالی سنگت کا موقعہ ملا۔ جس سے ہم سنگترے (سنگ ترے) یا مالٹے ہو کر جگہ عزت پائی۔ یہ اُپاسنا کا ثبوت دیا۔

(۳) ہمارا ابتداء سے نام رُوپ بدلتا جا رہا اور بدلنے والا ثابت ہو رہا ہے۔ اس لئے نام رُوپ ست نہیں ہے۔ لیکن ہماری ہستی شروع سے ہی ویسی کی ویسی ست ہے۔ پہلے بیج ہے۔ پھر کھٹا ہے۔ پھر سنگترہ ہے۔ پھر رس ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ سب شکلوں میں استی پن (ہے) وہی ایک چلا آیا۔ جو سب کی ستا رُوپ آتما ایک گیان سروپ ادویت ہے۔ سب کو ہری اوم گوبند آنند

خط نمبر ۲۱۔ از پٹیالہ۔ سرہندی دروازہ۔ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۳۲ء۔ پیارے آتما۔ لالہ گورکھ ناتھ صاحب۔ اوم آنند آپ کا منی آرڈر پٹیالہ آ کر جو پہنچا۔ گویا آپ کے اتی مالسک پریم کا نمونہ تھا۔ جو آپ کے من کی شانتی کا کارن ہے۔ اور ادھر بھی خوشی کا۔

(۱) وچارونوں کا کُل بیوہار یا چیشٹا سروپ سے اسنگتا انوبھو کرتے ہوئے۔ اندریوں۔ انتہ کرن وغیرہ سے ہوتا ہے۔ گویا سروپ انوسار نیشٹھا۔ سوانگ انوسار چیشٹا ہوا کرتی ہے۔ جیسے مرغابی پانی میں تیرتی ہوئی کا پَر۔ (پنکھ) تر نہیں ہوتا۔ یا جیسے کمل کا پھول جل میں ہمیشہ رہنے سے نہیں ڈوبتا۔ ایسے ہی وچاروان اپنی ڈیوٹی وِیوہارک ویہار ٹھیک کرا کر کرتے ہوئے سدا آپ کو اسنگ۔ اکرتا۔ ابھوگتا دیکھتا ہے۔ کبھی اس کو کرتر تو۔ (کرتا پن) بھوگتر تو (بھوگتا پن) کا ابھیمان نہیں ہوتا۔ یہ سب اندریوں وغیرہ کے دھرم دیکھتے ہیں۔ اندریوں کو معہ اُنکے دھرم اور کھیلوں کے لیلا ماتر (کاہت) دیکھتا ہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ ادویت آنند مگن اپنا دھیان بھی برا جان آپ کو انوبھو کرتا ہے۔

(۲) یہ شریر ۱۲ جیٹھ یہاں سے بمقام کمارہٹی ضلع شملہ جانے کا خیال رکھتا ہے۔ آگے اُن جیل کے آدھین ہے۔ لالہ دس مل جی نہ لالہ دیوان چند۔ بھگت ہریال وغیرہ سب صاحبان کو ہری اوم آنند۔ گوبند آنند"

خط نمبر ۲۲۔ از کوٹہ (راجپوتانہ) مورخہ 12.9.32 ۔ پیارے آتما گورکھ ناتھ صاحب اوم آنند۔ اوم آنند۔
آپ کا شریر اور چت بمعہ متعلقین تو ہر طرح اچھا ہے۔ اور لالہ لکھپت رائے جی بدستور لاہور ہی ہیں؟ آپ کے ست سنگی لالہ داس مل
لالہ دیوان چند۔ پنڈت دیوی رام وغیرہ سب راضی خوشی ہیں؟ یہ شریر ابھی تو ادھر ہی رہتا معلوم ہوتا ہے۔ آگے ان جل آدھین
ہے۔ آجکل کس طرح ٹائم خرچ ہوتا ہے؟ کوئی خاص مہاتما بھی رونق افروز ہیں جن کے پاس آنا جانا ہوتا ہے یعنی ست سنگ
(۲) ست سنگ وہی ہے جسکے ذریعہ نام روپ سے درشٹی اٹھکر یا اسکو بادھ کر کے ادھشٹھان (سچدانند)
میں برتی قائم ہو رہی ہے۔ یا یوں سمجھو کہ جس سے آپ اور سب کو آتم روپ انوبھو کرتی رہے۔ اگر یہ نہیں تو اصلی
ست سنگ نہیں مگر آپ سچے پریمی اور سمجھدار خاص ہیں۔ آپ کو اندر یا باہر سے ایسا ست سنگ ضرور ہوتا ہوگا۔
سب ست سنگی صاحبان کو اوم آنند۔ گوبندانند۔ معرفت کرنیل صاحب ٹھاکر پرتھی سنگھ جی سُکھ دھام۔ کوٹہ۔ (راجپوتانہ)

خط نمبر ۲۳۔ از کوٹہ۔ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۲ء۔ پیارے آتما۔ لالہ گورکھ ناتھ صاحب جی۔ اوم آنند۔ ویراگ۔ پریم۔
وچار کا رنگا۔ سنہری پتر مفصل طور پر پہنچا۔ بڑے غور و پریم سے پڑھا گیا۔ جواب حسب ذیل ہے۔

(۱) من۔ زر نشیہ اور پرنامی پدارتھ ہے اور وکاروان ہے۔ ایک رس نہیں رہتا۔ کبھی راجس۔ کبھی تامس۔ کبھی ساتوک۔ لیکن
وچاروان یہ جانتے ہیں۔ جب من اور اس کے دھرموں کی ستا ہی نہیں اور آتما سے در اصل سمبندھ بھی پا نہیں سکتا تو پھر آتما
(ادھشٹھان کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ جیسے رسّی کا سانپ رسّی کو نہیں کاٹ سکتا۔ اور کلّر کا پانی کلّر کو تر نہیں کرسکتا۔ سپن کے
پدارتھ سپناوی سے سپرش نہیں کرسکتے۔ اسی طرح آتما سوبھاوک سدا اسنگ اور اکرتے اور شدھ ہے اور ایک رس رہنے سے
کسی صورت میں من اور شریر وغیرہ کی تبدیلیوں سے بگڑ نہیں سکتا۔ صرف انجان پنے سے بگاڑ کا وہم ہو جاتا ہے جس کا سب سے
خاص علاج وچار ہی ہے۔ باقی سب علاج اس سے نیچے کے ہیں۔

(۲) جو کچھ آپ نے لکھا ہے۔ وہ بھی ٹھیک ہے کیونکہ اسمیں وچار۔ ویراگ وغیرہ سب آجاتے ہیں! اسلئے بیشک وہی طریقہ
شروع کر دیویں۔ لیکن بجائے سوا لاکھ کی گنتی کرنے کے اور بجائے چار گھنٹہ روزانہ جاپ کرنے کے میری رائے میں دو گھنٹے روزانہ
کافی ہے کیونکہ اسمیں زیادہ تھکاوٹ نہیں ہوگی اور نہ ہی ہٹھ + ہٹھ اور تھکاوٹ سے برتی تامسی ہو جاتی ہے۔ نیز گنتی کرنے میں کچھ من
کو فکر بھی جاپ کا ہو جاتا ہے۔ جو سوکشم اہنکار میں مل جاتا ہے! اس لئے بغیر گنتی مالا وغیرہ کے صرف دو دفعہ کر کے دو گھنٹے جاپ کا وقت
رکھا جاوے مگر بمعہ اسکے ارتھ کے کیا جاوے۔ یعنی برتی ساتھ ارتھ میں بھی رکھی جاوے اس طرح چلتے پھرتے بھی اس کا ارتھ سامنے رکھا جاوے
باقی سب ٹھیک ہے۔ نوٹ:۔ انتہ کرن کی شدھی کیلئے میں نے پھر گائتری انوشٹھان کیلئے سوامی جی سے آگیا طلب کی۔ انہوں نے جو جواب دیا
وہ مندرجہ بالا چٹھی سے ظاہر ہے (میں ان دنوں گوجرانوالہ (پنجاب) نیشنل بینک میں کلرک تھا۔)

(۳) دوسرے نوراتروں کو یہاں سے اٹھکر کچھ دن دہلی رہ کر پھر دیوالی کے موقعہ شاید لکھنؤ سوامی جی (سوامی رام) کے جنم دن پر جانا ہو جائے
چونکہ سوامی نارائن جی سوامی رام کے شِشیہ) نے وہاں سے پرزور لکھا ہے۔ بوقت واپسی اگر موقعہ مل گیا اور ان جل ہوا تو تھوڑے دن کے لئے
گوجرانوالہ میں آنے کی امید ہے۔"

لالہ دیوان چند جی نے اپنی کٹیا بنانے کا سنکلپ پورا کر لیا ہے۔ موقعہ کٹیا کا میرا دیکھا ہوا ہے۔ سب صاحبان لالہ دولا چند۔

لالہ سرداری لال۔ اور منوہر لال۔ لالہ ہر دیال۔ لالہ داس مل۔ اور سب ست سنگیوں کو اوم آنند۔ پنڈت دیوی رام جی کو جے سچد انند۔ گوبند آنند۔"

گورو گرنتھ صاحب کی امرت بانی

گوڑی ویراگنی محلہ ۴ صفحہ ۱۶۸

جیوں جننی سُت جن پالتی۔ راکھے ندر مجھار
انتر باہر مکھ دے گراس۔ کھن کھن پوچار
تیوں ستگور گورسکھ راکھتا ہر پریتی پیار
میرے رام ہم بارک ہر پربھ کے ہیں ایانے
دھن دھن گورو گورو ستگور پادھا
جن ہر اُپدیش دے۔ کئے سیانے

بھاو ارتھ۔ جیسے ماتا چھوٹے بچے پر اپنی خاص مہر اور شفقت کی نظر رکھکر پالنا کرتی ہے۔ پچکار (پنجابی میں پُچ پُچ) یعنی پچکار پچکار کر (میرا پُت بہت اچھا ہے سب بچوں سے اچھا ہے۔ کہنا ماننا ہے وغیرہ) اس طرح اسکو پیار دلاسہ دیکر نہلاتی دُھلاتی۔ بھوجن کھلاتی۔ دودھ پلاتی یا دوائی وغیرہ دیتی ہے۔ اسی طرح ستگورو بھی اپنے شش کو پریتی اور پیار سے اُس کی (سنسار ساگر سے) رکھشا کرتے ہیں۔ اور آتم گیان کی سکھشا دیتے ہیں +

اگلے شبد میں چوتھی بادشاہی گورو رامداس جی مہاراج فرماتے ہیں۔ کہ اے واہگورو سچے پادشاہ (میرے پیارے رام) ہم تیرے بالک ہیں اور انجان ہیں +

گورو کی مہماں کا ورنن کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں۔

کہ ہے گورو دیو۔ آپ دھنیہ ہیں۔ آپ کو بار بار دھنیہ ہے۔ جن کے (امرت) اُپدیش سے ہم جیسے انجان (اگیانی منشوں) کو آپ نے سیانے یعنی گیان وان بنا دیا ہے۔

آپ کے اُپکاروں کو ہم کیسے بُھلا سکتے ہیں

بولو شری ستگور دیو مہاراج کی جے"

ہم کام کرنا بھول گئے

(از قلم شری۔ ایچ۔ ایل ووہرہ)

ایک زمانہ تھا کہ بھارت دُنیا کے تمام مُلکوں سے آگے بڑھا ہوا تھا۔ کیا علم و فلسفہ کیا صنعت و حرفت کیا دستکاری و تجارت اور کیا بری و بحری عظمت و طاقت کوئی بھی ملک بھارت کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ساری دُنیا بھارت کا لوہا مانتی تھی۔ اُس زمانہ کا رشی بڑے اتساہ سے بول اُٹھتا ہے۔ کہ بھارت کی بھومی دھنیہ بھومی ہے۔ بھارت میں جنم لینا بڑے بھاگیہ کی بات ہے۔ یہاں تک کہ بھارت کے پشو پکشی بھی دھنیہ ہیں۔

لیکن آج بھارت کا شمار ہوتا ہے۔ دُنیا کے غریب۔ اور پچھڑے ہوئے ملکوں میں۔ بھارت کی فی فرد اوسط سالانہ آمدنی تقریباً 70 ڈالر ہے۔ جبکہ امریکہ کی تقریباً 2500 ڈالر ہے۔ برٹن کی تقریباً 1200 ڈالر فرانس کی 1000 ڈالر اور جاپان کی تقریباً 8000 ڈالر ہے۔ بھارت کی اوسط فصل کی پیداوار فی ایکڑ 450 کلوگرام (۱۲ من) ہے۔ جبکہ جاپان کی 1400 کلوگرام اور امریکہ فرانس اور آسٹریلیا کی تقریباً 1300 کلوگرام ہے۔

بھارت کے اس ناگفتہ بہ زوال کے کئی کارن بتائے جاتے ہیں۔ جن کا ہسٹری کی کتابوں کے مطالعے سے ہمیں پتہ لگتا ہے۔ مگر سب سے بڑا کارن ہمارے زوال کا ہے کہ ہم بھارت واسی کام کرنا بھول گئے ہیں۔ آلسیہ نے ہمیں گھیر رکھا ہے اور آلسیہ ہی انرتھوں کی جڑ ہے۔ ذرا اس پر غور کریں:۔ کرشن بھگوان نے گیتا کے دوسرے ادھیائے کے پچاسویں شلوک میں کہا ہے۔

योग: कर्मसु कौशलम्

EXCELL-ENCE (یوگا کرمسو کوشلم یعنی کرم میں کوشل ہی یوگ ہے کوشل یعنی کمال)

EXCELLENCE دوسرے لفظوں میں کرشن بھگوان فرماتے ہیں کہ اگر تم زندگی میں سپھلتا چاہتے ہو تو بھائی اپنے ہر کام پر کشلتا یعنی پر نگاہ ٹکائے رکھو۔

کام چاہے چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔ چاہے تم مزدور ہو، سپاہی ہو، کسان ہو، کلرک ہو یا ڈاکٹر ہو یا تم منسٹر ہو اپنی نگاہ کام کو حسن اسلوبی سے سرانجام دینے پر ٹکائے رکھو، اپنا نظریہ بلند رکھو۔ اپنے کام کو اتنے اچھے ڈھنگ سے کرو کہ اس سے اور اچھا کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو۔

کام کے پھل پر یعنی نتیجہ پر نگاہ مت لگائے رکھو۔ وہ تو از خود ملے گا ہی۔ تم اگر اپنی ہر کرتی (ہر کام کاج) میں کشلتا یعنی EXCELLENCE لانے کی کوشش کرو گے تو نتیجہ بھی ضرور بہتر ہی ہوگا۔ کرشن بھگوان نے یہ لفظ صرف کہے ہی نہیں تھے۔ وہ خود ان پر پورے طور پر عمل بھی کرتے تھے۔ کرشن شکتی شالی یادو ونش کا سمراٹ تھا پھر بھی وہ کبھی تو یگیہ کے بعد فرش صاف کرتا دکھائی دیتا ہے کبھی جوٹھی پتلوں کو اٹھاتا ہے۔ اور کبھی ارجن کے رتھ کے گھوڑوں کو دانا کھلا کر ان کا کھریرا کر رہا ہے۔ جب تک وہ ہر کام کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا دے۔ کرشن کو تسلی نہیں ہوتی تھی۔ مہاسبھی ... ... کیا ہمارے راشٹر پتا مہاتما گاندھی

کو دیکھیئے۔ وہ کُشلتا کا پجاری تھا۔ اُسکے ہر خیال میں۔ ہر شبد میں ہر کام میں ایک ادبھت کمال کی جھلک ملتی ہے۔

کرم ہوتا ہے من سے بانی سے اور شریر سے۔ اور ہمیں ان تینوں پرکار کے کرموں میں سادھانی سے کام لینا ہوگا تبھی ان میں کُشلتا اور اُتمتا آئیگی۔

ہمارے خیالات شدھ ہونے چاہئیں۔ ان میں ملنتا یعنی ناپاکیزگی نہیں ہونی چاہیئے۔ تو پھر چت شدھی کی مہان دھنا اپنے آپ سدھ ہو جائیگی۔ اسی طرح ہماری بانی سے جو شبد نکلیں وہ شبد ست اور مدھر ہونے چاہئیں۔ کسی کا دل دُکھانے والے الفاظ زبان پر نہ آویں۔ اس سے منش کو سٹر پر بیتا یعنی ہر دلعزیز ہونے کی سدھی پراپت ہوتی ہے۔ اور اسی طرح ہمارے ہر کام میں سمجھداری اور کُشلتا ہونی چاہیئے یعنی جو بھی ہم کام کریں وہ پورے طور پر تسلی بخش ہونا چاہیئے اور اعلیٰ معیار کا ہونا چاہیئے۔ چاہے اپنا کام کھیتی کا ہو۔ یا مزدوری کا۔ یا پھر گھر میں دفتر میں یا فیکٹری میں ہو اپنی نگاہ EXCELLENCE پر ٹکائے رکھنی چاہیئے پھر دیکھو کیا بہار لگتی ہے۔ وکتی سماج اور راشٹر کی اُنتی اور کلیان یا کسی پریاس یعنی جدوجہد کے خود بخود سدھ ہو جائیں گے۔ کرشن بھگوان کے بتائے ہوئے صرف دو لفظوں پر عمل کرنے سے یہ سب کچھ سدھ ہو جائیگا۔ اور وہ دو لفظ ہیں "کرمسو کوشلم" +

اپنے ہر کام میں ہر لفظ میں ہر خیال میں کُشلتا لاؤ تو دنیا کی کوئی طاقت تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ بھارت پھر وہی عظیم الشان راشٹر کا درجہ حاصل کریگا۔ جو کسی زمانہ میں اُس کو حاصل تھا۔ سہ

کاٹ لینا ہر کٹھن منزل کا کچھ مشکل نہیں — اک ذرا انسان میں چلنے کی ہمت چاہیئے

مگر آجکل ہم اپنے دیش میں کیا دیکھ رہے ہیں۔ جنتا میں کام کرنے کا بالکل اُتساہ نہیں۔ کام کو ٹالنے کی تدبیریں ڈھونڈ نکالنے کا اُتساہ ضرور دکھائی دیتا ہے۔ نوکری وہ اچھی سمجھی جاتی ہے۔ جس میں کام تو بالکل تھوڑا کرنا پڑے۔ اور تنخواہ پوری ملے۔ طالب علم امتحانوں میں پاس ہونا تو ضرور چاہتے ہیں۔ مگر نقل مار کر۔ پڑھائی میں محنت نہیں کرنا چاہتے + فیکٹریوں میں ورکرس بونس اور بھتہ تو لینا چاہتے ہیں۔ مگر کام سے جی چُراتے ہیں۔ دفتروں میں کیا کلرک اور کیا اُنکے افسر سبھی ہر سال ترقی تو چاہتے ہیں۔ مگر نگاہ ٹکی رہتی ہے گھڑی کی سوئی پر کہ کب پانچ بجے اور بھاگے + چنانچہ سبھی کام کو ٹالتے ہیں +

کرم ٹھیک ڈھنگ سے تو کرنا نہیں چاہتے۔ مگر کرم کا پھل پہلے ملنا چاہیئے۔ اسمیں کمی نہ آئے۔ یہ حالت ہے ہماری آجکل۔ تو اس کا نتیجہ کیا ہے۔ وہ ہم سب دیکھ ہی رہے ہیں +

سکولوں، کالجوں میں دنگے فساد۔ دفتروں اور فیکٹریوں میں ہڑتالیں۔ قدم قدم پر بے ایمانی۔ رشوت خوری۔ کالا بازار۔ مارکاٹ وغیرہ + چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ کوئی ورلا کرم چاری اگر ایماندار ہے تو اُسکو بے وقوف ڈرپوک تصور کیا جاتا ہے + ایسی دُردشا ہے ہماری آجکل +

جبتک یہ دیش کرمسو کوشلم" کا پاٹھ پھر سے نہیں پڑھیگا۔ اسکی بہتری اور اُنتی نہیں ہو سکتی۔ اور برعکس اس کے جن دیشوں نے کرشن کے اس مہان فارمولے کا انوکرن کیا ہے وہ تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ مثلاً جاپان۔ جرمنی (ایسٹ اور ویسٹ) سویڈن وغیرہ +

اکیلا جاپان دنیا کے کچے مال کی درآمد کا پانچواں حصہ اپنی انڈسٹری میں استعمال کرتا ہے! اور اگلے دس سالوں میں یہ دُگنا بڑھ کر

ایک تہائی ہو جانے کا اندازہ ہے۔ جاپان کے چھوٹے سے سائز کا خیال کریں تو یہ کتنی حیرت انگیز بات ہے۔ تو ایسا کیوں ہوا اس کا اندازہ مندرجہ ذیل ایک چھوٹے سے واقعہ سے پاٹھک جن خود لگائیں۔

۱۹۶۲ء کا ذکر ہے۔ کہ لاہور میں ایک کارخانہ کی ایک نئی مشین میں کوئی نقص پیدا ہو گیا۔ یہ مشین جاپان کی ایک فرم نے سپلائی کی تھی جب یہاں کوئی اس نقص کو ٹھیک نہ کر سکا تو جاپان کی اس فرم نے اپنا ایک میکینک (MECHANIC) بھیج دیا۔ اس کی عمر کوئی تیس سال کی ہوگی۔ اس نے آکر مشین کے کچھ پرزے کھول کر انکا معائنہ کیا تو اس کو پتہ چلا کہ جن پرزوں میں نقص تھا وہ اسی میکینک نے ہی فٹ کئے ہوئے تھے۔ خیر اس نے ان پرزوں کو پھر سے ٹھیک فٹ کر دیا۔ اور مشین چالو ہو گئی۔ سب نے اس کا شکریہ ادا کیا کہ اتنی جلدی سب کام ٹھیک ہو گیا۔ اور وہ واپس جاپان چلا گیا۔ دس پندرہ دن کے بعد جاپان کی اس فرم کی طرف سے ایک چٹھی موصول ہوئی کہ اس نوجوان میکینک نے "ہاراکیری" کر لی ہے۔ یعنی اس نے اپنے اشٹ دیوتا کے مندر میں جا کر پران تیاگ دیئے ہیں۔ آتم ہتیا کر لی ہے۔ پران تیاگ دینے کی وجہ یہ تھی کہ اس کے کام میں غلطی رہ گئی تھی۔ اس کی شادی ہوئے ابھی دو سال ہی ہوئے تھے۔

ہم لوگ شائد اس میکینک کی ذہنیت کو سمجھ بھی نہ سکیں اور اس کی حرکت کو غلط اور ناجائز قرار دیں۔ جو کچھ بھی ہو جاپانی ورکر کو اپنے کام کی EXCELLENCE پر ناز ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اتنی تباہی کے جس کا سامنا جاپان کو دوسرے وشو یدھ میں کرنا پڑا۔ آج وہ چھوٹا سا جزیرہ ماسوائے امریکہ اور روس کے دنیا میں سالانہ پروڈکشن (PRODUCTION) کے لحاظ سے تمام ملکوں سے آگے بڑھا ہوا ہے۔ آج ساری دنیا جاپان کے ورکر کا لوہا مانتی ہے۔

ہمارے نوجوان بھی کبھی ایسی لگن اور ہمت سے کام کرتے تھے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج ہم کام کرنا بھول گئے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک بات اور بھی غور کے قابل ہے کہ جس شخص نے اپنے کام میں کشلتا کو اپنایا ہے۔ وہ کبھی ناکامیابی کا منہ نہیں دیکھتا۔ کامیابی اسکے پاؤں چومتی ہے! اسکو کامیابی کے پیچھے بھاگنا نہیں پڑتا۔ بلکہ کامیابی اس کے پیچھے بھاگتی ہے۔ "کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی"

لیکھک یہ بات اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر کہہ رہا ہے۔ اس نے نہ صرف اپنے بچوں کو ہی بلکہ بیسیوں دوسرے نوجوانوں کو بھی یہ "کرمسو کوشلم" کا پاٹھ ذہن نشین کرایا اور وہ سب کے سب سو فیصدی کامیاب ہوئے۔

انہیں سے ایک کا یہاں ذکر نا نا جائز نہ ہوگا۔ جب وہ لیکھک کے پاس ۱۹۵۹ء میں آیا تو اس وقت اسکی عمر تقریباً پندرہ سال کی تھی۔ گھر والوں کے بچھڑے ہوئے اندرونی حصہ کا رہنے والا۔ بالکل کورا تھا۔ اور بری سنگت کے اثر سے کئی اوگن جو اس ورگ کے بچوں میں اکثر آجاتے ہیں اس میں آ چکے تھے۔ تجربہ کے طور پر لیکھک نے اسے ہاتھ میں لیا اور آہستہ آہستہ اس کے ہر کام میں ہر عادت میں ہر شبد میں کشلتا کا پاٹھ پڑھانا شروع کیا۔ چار پانچ سال محنت تو ضرور کرنا پڑی۔ مگر آج وہ ایک ایماندار اور دھارمک خیالات کا نوجوان ایک فرم میں نوکر ہے۔ اور نہ صرف اپنے بوڑھے ماں باپ کی سیوا کرتا ہے۔ بلکہ اپنے بھائی بندھوں کی بھی یتھا شکتی مدد کرتا ہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ویکتی سماج اور راشٹر ترقی کریں۔ تو نمرتا پوروک پرارتھنا ہے۔ کہ ہم جو بھی کام کریں۔ کام چھوٹا ہو۔ یا بڑا ہو۔ سبھی بھگوان کرشن کے بتائے ہوئے ان دو لفظوں کے منتر کے مطابق کریں۔ اور دوسروں کو بھی یتھا شکتی اسی منتر کا انوکرن کرنے کا نمنترن دیں۔

اوم

تیرے ارپن کر دیا جو کام بھی میں نے کیا

پنڈت ستیہ پال جی عارف

حکم بن تیرے پربھو پتہ بھی جب ہلتا نہیں
تو پوچھتے ہو مجھ سے کیوں یہ کیا کیا وہ کیا کیا

جینا ہے اُس شخص کا جو کام آئے غیر کے
اپنی خاطر ہی اگر زندہ رہے تو کیا جیا

رہتی دُنیا تک رہیگا نام زندہ اُن کا ہی
نام کا امرت جنہوں نے زندگی بھر ہو پیا

پیٹ بھرنے سے ہی جسکو ہو جہاں میں واسطہ
جینا ہے بے سود اُس کا وہ جیا تو کیا جیا

فکر اچھے یا بُرے پھل کی مجھے ہرگز نہیں
تیرے ارپن کر دیا جو کام بھی میں نے کیا

ہے نہیں ممکن کبھی بھی سودا تیرے پیار کا
کیا بتاؤں تجھکو میں نے کیا دیا اور کیا لیا

کام کوئی نیک عارف کر نہ پایا عمر بھر
پھر بھی تو نے اُس کا دامن نعمتوں سے بھر دیا

اوم

ناخدا کوئی نہ تھا جب سامنے ساحل نہ تھا

(پنڈت ستیہ پال جی عارف)

اب جگہ کیسا پربھو تجھ کو بھلا بیٹھا ہوں میں
کیوں دیا دھن مجھکو تو نے جسکے میں قابل نہ تھا

پاپ تو کرتا رہا میں، اس سے میں منکر نہیں
پر قسم تیری پربھو تجھ سے کبھی غافل نہ تھا

کس نے دیکھا ہے زمانے میں کہیں ایسا بشر
آ کے اس دُنیا کے میخانے میں جو پاگل نہ تھا

بارہا تو نے بچایا زندگی کے بحر سے
ناخدا کوئی نہ تھا جب سامنے ساحل نہ تھا

وعظ تیرے نے بنا دی سینکڑوں کی زندگی
کیا ہوا اے شیخ گر تو خود کبھی عامل نہ تھا

کس لئے بھگوان نہ تیرا نام میں ہر دم جپوں
کونسا سکھ ہے جو جیون میں مجھے حاصل نہ تھا

جہل دوئی کے بھرم سے بڑھ کے عارف کچھ نہیں
ڈھونڈتا کس کو پھرا باہر جو تو جاہل نہ تھا

شریمان تپسوی جی مہاراج

(مترجم۔ شری لابھ چند کوہلی)

(شری یان تپسوی جی مہاراج ریاست پٹیالہ کے راجکمار تھے دہلی میں مغل بادشاہ بہادر شاہ سے ملاقات کے بعد وہ روحانیت کی طرف مائل ہوئے۔ وہاں سے وہ پٹیالہ واپس جانے کی بجائے سیدھے ہردوار پہنچے، جہاں اجودھیا کے گورو کی کرپا سے روحانیت کے مارگ پر سپھل ہوئے۔ مختلف تیرتھ استھانوں کی یاترا کے بعد پرشورام کنڈ میں جو کہ آسام میں ہے کایا کلپ کے ذریعے پھر سے نوجوان بن گئے تھے، رنگون سے واپسی پر وہ مانڈلے پہنچے۔ اب آگے پڑھئے ..)

لیکن حالات نے اُنکی آزادی میں رکاوٹ پیدا کردی۔ انگریزوں نے اس وقت برما پر قبضہ کرلیا تھا اور اُن کو اندرونی بغاوت کا بہت خطرہ تھا۔ اس لئے وہ ہر مشتبہ آدمی کو گرفتار کر لیتے تھے۔ جب مہاتما جی اپنے ہاتھ میں کمنڈل لئے مانڈلے کے بڑے بازار میں سے گذر رہے تھے تو انگریز پولیس افسر نے سمجھا کہ وہ کوئی باغی یا جاسوس ہے جنہوں نے ایک سادھو کا بھیس بدل رکھا ہے۔ اُنہیں اس شبہ میں گرفتار کرلیا گیا اور اُن سے کہا گیا کہ وہ کسی معزز آدمی کی ضمانت پیش کریں۔ تاکہ اُنکی اصلیت کا پتہ چل سکے اور اُنہیں رہا کیا جائے۔ مہاتما جی مانڈلے میں کسی کو جانتے نہ تھے۔ وہ لگاتار دس دن تک نظر بند رکھے گئے۔ انہوں نے جیل میں اپنا وقت بغیر کسی فکر و تشویش گزارا۔ اُن کیلئے کسی جنگل کا غار یا جیل دونوں برابر تھے۔ لیکن دسویں دن صبح سویرے جبکہ وہ جیل کے اندر بیٹھے ہوئے تھے تو بھگوان شری کرشن جی مہاراج نے پرگٹ ہو کر انہیں درشن دیئے۔ اور فرمایا:- مہاتما جی آج آپ یہاں سے رہا کر دیئے جائینگے۔ اس کے بعد آپ کو برج بھومی جاکر رہنا چاہئے۔ مہاتما جی نے جواب دیا کہ وہ جیل سے نکلنے کے بعد فوراً برج بھومی جا رہینگے پھر ایکدم آنند کند بھگوان کرشن نظروں سے غائب ہو گئے تھوڑی ہی دیر کے بعد بھگوان شری کرشن ایک معزز آدمی برمی کے روپ میں جیل کے آفیسر کے پاس آئے اور کہا کہ میں اُس سادھو کی ضمانت دینے کے لئے آیا ہوں جسکو آپ نے شک و شبہ میں قید کر رکھا ہے۔ آپ مجھ سے ضمانتی بانڈ دستخط کروالیں اور مہاتما جی کو رہا کر دیں۔ اُس آفیسر نے مہاتما جی کو فوراً اپنے کمرے میں بلوایا مہاتما جی نے دیکھا کہ برما کے رہنے والے ایک معزز آدمی وہاں کھڑے ہیں۔ آفیسر نے اُن سے سوال کیا کہ کیا وہ مہاتما جی کو جانتے ہیں تو اُس معزز آدمی نے جواب دیا کہ ہاں میں اور میرے پتا جی اِن مہاتما کو لمبے عرصہ سے جانتے ہیں اُس کے بعد اُس آفیسر نے اُس سے ضمانتی بانڈ پر دستخط کرنے کو کہا۔ جو کہ اُس نے جلدی سے کردیئے۔ اور اُس کی تسلی ہوگئی اور شری وشنو داس جی کو فوراً رہا کر دیا گیا۔ مہاتما جی فوراً پرشورام کنڈ کو جانے والے راستے پر چلنے لگے اُن کا دل بار بار بھگوان کرشن کا دھنیہ باد کر رہا تھا۔ چلتے چلتے وہ پرشورام کنڈ پہنچے تو دیکھا کہ وہ دونوں جھونپڑیاں جن میں سے ایک میں اُن کا کایا کلپ ہوا تھا۔ ٹوٹی پڑی ہیں۔ اور پرشورام کنڈ والے مہاتما بھی وہاں نہیں ہیں۔ وہ اپنے تھکے ماندے جسم کو

آرام دینے کے لئے کچھ دن وہاں ٹھہرے۔

متذکرہ بالا جھونپڑیوں میں ایک دن جبکہ وہ سو رہے تھے تو ایک نہایت ہی عجیب و غریب گھٹنا ہوئی۔ اُنہیں عالم خواب میں گورو نانک دیوجی مہاراج کے درشن ہوئے گورو مہاراج نے اُن سے کوئی بات نہ کی لیکن انہوں نے مہاتما جی کی جٹاؤں سے دو لٹیں کاٹ لیں اس کے بعد گورو مہاراج الوپ ہو گئے۔ مہاتما جی جب اُٹھے تو دیکھا کہ اُن کی جٹاؤں سے دو لٹیں سچ مچ غائب ہیں۔ وہ کہیں بھی اِدھر اُدھر نہیں تھیں۔ مہاتما جی سمجھ گئے کہ گورو مہاراج نے کرپا کر کے اُنہیں درشن دیئے ہیں اور انکو اپنا شِشّ بنا لیا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ شری گورو نانک دیوجی مہاراج میں زبردست ایشوری شکتی ہے۔ اور خواب میں درشن دیکر انہوں نے مہاتما جی پر کرپا کی ہے۔

پرشورام کنڈ کو چھوڑ کر مہاتما جی نے بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج کی ہدایت کے مطابق برج بھومی کو جانے کے لئے اپنا سفر شروع کیا۔ حسب معمول وہ دریا برہم پتر کے کنارے کنارے چلتے ہوئے اسکی وادیوں کے نظاروں سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ ایک خاص جگہ پر پہنچے جہاں اُن کے دل میں دو سال کے عرصہ کے لئے تپسیا کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ مہاتما جی نے بتایا کہ تپسیا کرنے کے لئے کسی قسم کی تیاری کی ضرورت نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ تپسیا کرنے کی جگہ دلپسند ہو۔ ابھی اُنہیں وہاں پندرہ ماہ کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ ایک آدمی جسے برہمچاری کے نام سے مخاطب کرتے تھے انکی سیوا کرنے کے لئے آ گیا مہاتما جی نے اُسے تپسیا کرنے کے طریقے بتائے۔ یہ شخص اُس پر اتی انت کرپا تھی۔ مہاتما جی کو وہاں رہتے ہوئے دو سال کا عرصہ گزر گیا۔ ایک دن مہاتما جی ایک غار کے ایک کونہ میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے تو اُن کی آنکھیں باتیں کرتے کرتے اچانک بند ہو گئیں۔ برہمچاری نے سمجھا کہ مہاتما جی آرام کرنے لگے ہیں لیکن ایسا نہیں تھا۔ مہاتما جی کو ایک خاص قسم کی روشنی نظر آئی۔ دیکھتے کیا ہیں کہ آسمان سے اُتر کر ایک خاص قسم کا رتھ اُنکے پاس کھڑا ہے اور اُس سے دو دیوتا اُتر رہے ہیں۔ دونوں دیوتاؤں کے جسموں سے خاص قسم کی روشنی نکلی اور وہ کہنے لگے کہ مہاتما جی ہمیں یم راج نے آپکو سورگ لوک میں لے جانے کے لئے بھیجا ہے آپ رتھ میں بیٹھ کر ہمارے ساتھ چلیں مہاتما جی یہ سنکر اُن کے ساتھ رتھ میں بیٹھ گئے۔ وہ رتھ آسمان کی طرف جانے لگا۔ دونوں نے اُسے سورگ میں لے جا کر ایک نہایت ہی خوبصورت عمارت کے پاس روکنے کے بعد مہاتما جی کو نیچے اُترنے کے لئے کہا۔ مہاتما جی جب نیچے اُترے تو وہ دیوتا اُن کو یمراج کے پاس لے گئے اور کہا کہ مہاتما جی یم راج آپ کے سواگت کے لئے موجود ہیں۔ تب یم راج مسکراتے ہوئے مہاتما جی سے پوچھنے لگے۔ کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔ مہاتما جی نے جواب دیا کہ یہ دو دوت اُن کی غار سے اُنہیں یہاں لے آئے ہیں۔ تب یم راج نے دونوں دوتوں کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ وہ مہاتما نہیں ہیں۔ جن کو میں نے لانے کا حکم دیا تھا۔ اور کہا کہ انہوں نے غلطی کی ہے مہاتما جی نے دیکھا کہ ڈراونی شکل والے یمدوت گنہگار لوگوں کو زمین سے لا کر یم راج کے سامنے پیش کر رہے تھے۔ انہوں نے سورگ سے دل خوش کرنے والے گانے بجانے کی آوازیں بھی سُنی تھیں۔ یم راج نے دوتوں کو حکم دیا۔ کہ مہاتما جی کو سورگ لوک دکھانے کے بعد یہاں واپس لے آئیں۔ فرشتوں نے ایسا ہی کیا۔ یم راج نے مہاتما جی کو بتایا کہ نیک لوگوں کے پُن کرموں کا پھل ختم ہو جانے کے بعد اُنہیں یہاں سے واپس زمین پر بھیجدیا جاتا ہے۔ ایسے ہی گنہگار لوگوں کو

اپنے گناہوں کا پھل بھوگ لینے کے بعد واپس بھیجدیا جاتا ہے۔ یہاں کوئی بھی ہمیشہ کے لئے نہیں رہ سکتا۔ اس کے بعد یم راج نے اُن کو کہا کہ آپ کو چونکہ یہاں غلطی سے لایا گیا ہے۔ اس لئے آپ کو اسی غار میں واپس جانا ہے۔ دوتوں کو حکم دیا۔ کہ ان کو اسی رتھ میں بٹھا کر واپس چھوڑ آئیں۔ دونوں نے مہاتما جی کو رتھ میں بٹھایا جو کہ بہت تیز چلا اور غار کے نزدیک پہنچ کر رُک گیا۔ جب رتھ آسمان سے زمین کی طرف آرہا تھا تو مہاتما جی نے دیکھا کہ اُن کی لاش غار کے پاس پڑی ہے اور برہمچاری پاس بیٹھا رو رہا ہے۔ انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ پاس ہی لکڑیوں کا ایک ڈھیر اکٹھا کیا ہوا ہے۔ جونہی رتھ نے زمین کو چھوا اُن دیوتاؤں نے کہا کہ مہاتما جی آپ نیچے اُتر کر اپنے مکان میں واپس چلے جاویں۔ آپکا مکان آپ کا جسم ہے۔ جو کہ بغیر جان کے پڑا ہے۔ یہ الفاظ سننے کے بعد جب مہاتما جی رتھ سے نیچے اُترے تو یمدوت یکایک نظروں سے غائب ہو گئے اس وقت وہ خاص قسم کی روشنی ختم ہو چکی تھی۔ مہاتما جی نے آنکھیں کھولتے ہوئے اپنے ہونٹ ہلائے۔ برہمچاری نے یہ دیکھا تو فرط جذبات انکے گلے سے لگ کر رونے لگا اور مہاتما جی سے کہنے لگا کہ مہاراج میں آپکو دوبارہ زندہ دیکھکر بہت خوش ہوں، آپ کو دوبارہ زندگی کیسے حاصل ہوئی ہے۔ آپکو جو کچھ ہوا وہ اس طرح تھا کہ جونہی آپ نے بیٹھے بیٹھے آنکھیں بند کیں تو آپ زمین پر گرنے لگے۔ میں نے جب آپکے جسم کو پکڑا تو وہ ٹھنڈا تھا۔ نبض بند ہو چکی تھی۔ میں نے سوچا کہ آپ کی اچانک موت ہو گئی ہے۔ میں نے ایک بچے کی طرح رونا شروع کر دیا۔ پھر میں نے جنگل سے لکڑیاں اکٹھی کر کے ایک چتا بنائی۔ آپکا جسم اسقدر بھاری ہونے کی وجہ سے میں اُسے اُٹھا نہ سکا اور کسی کے آنے کی انتظار کرنے لگا۔ اسی دوران اس میں حرکت پیدا ہوئی اور آپ نے آنکھیں کھولیں یہ عجیب و غریب کہانی سُنانے کے بعد برہمچاری بار بار مہاتما جی کے چرنوں میں پڑ کر خوشی کے آنسو بہاتا رہا۔ پھر شری وشنو داس جی نے برہمچاری کو بتایا۔ کہ اُنکی موت ہرگز نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ اُنہیں دیوتاؤں کی غیر معمولی شکتی سورگ لوک میں یم راج کے درشنوں کے لئے لے گئی تھی۔ اُنھوں نے برہمچاری کو بھی بتایا کہ اُنہیں واپس کیوں بھیجا گیا تھا۔ برہمچاری یہ غیر معمولی واقعہ سُنکر بہت حیران ہُوا۔

کچھ دنوں کے بعد مہاتما جی کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ وہ نو کنٹھ سدّھی حاصل کریں۔ اور اس بارے میں جب انہوں نے برہمچاری سے ذکر کیا تو اس نے بتایا کہ ایک سادھو جن کا نام پرمانند ہے۔ وہ نو کنٹھ سدّھی جانتے ہیں۔ اور اُن کے رہنے کی جگہ بھی نزدیک ہی ہے۔ مہاتما جی نے برہمچاری سے کہا کہ آپ اپنی تپسیا یہاں جاری رکھیں اور میں پرمانند کے پاس جا کر یہ ودیا سیکھتا ہوں۔ یہ کہکر وہ پرمانند سادھو کے استھان پر پہونچے۔ پرمانند نے شری وشنو داس جی کا نام سُن رکھا تھا۔ لیکن اُس نے انہیں دیکھا ہُوا نہیں تھا۔ اس لئے جب مہاتما جی وہاں پہونچے تو وہ اُنہیں پہچان نہ سکے۔ مہاتما جی نے بھی اُسے اپنے بارے میں کچھ نہ بتایا۔ پرمانند نے سمجھا کہ اُنکے پاس آنے والا کوئی عام سادھو ہے۔ مہاتما جی نے پرمانند کو بڑے ادب سے پرنام کیا لیکن اُس نے اُنکی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ اُس وقت پرمانند کی عُمر تقریباً 70 برس تھی۔ لیکن اُن کے پاس آنے والے مہاتما جی کی عمر 115 برس سے زیادہ تھی لیکن وہ عمر میں بہت چھوٹے معلوم ہوتے تھے۔ اس طرح مہاتما جی کو وہاں رہتے ہوئے کئی ہفتے گزر گئے لیکن انہوں نے

پرمانند کو اپنا نام اور اُن کے پاس آنے کا مقصد نہ بتایا۔ اسی دوران برہمچاری مہاتما جی کو ملنے کے لئے وہاں آ پہنچا اس وقت مہاتما جی زمین پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ سادھو پرمانند ایک آسن جس پر شیر کی کھال بچھی ہوئی تھی۔ براجمان تھے برہمچاری نے مہاتما جی کو پرنام کرنے کے بعد پوچھا کہ وہ اتنے دنوں تک واپس کیوں نہیں لوٹے تو مہاتما جی نے بتایا کہ انہوں نے ابھی تک سادھو پرمانند سے سدھی حاصل نہیں کی۔ اس وقت سادھو پرمانند نے برہمچاری کی طرف دیکھا۔ جس کو وہ پہلے سے ہی جانتا تھا۔ برہمچاری نے اس کو بتایا کہ شری وشنو داس جی کئی دنوں سے نوکنٹھ سدھی سیکھنے کے لئے انتظار کر رہے ہیں۔ سادھو پرمانند حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ کیا وہ شری وشنو داس جی ہیں جنکو میں عرصہ دراز سے دیکھنے کا خواہشمند تھا۔ ان الفاظ کے ساتھ اس نے اپنے استھان سے اُٹھ کر مہاتما جی کے آگے سر جھکا دیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ وہ مہاتما جی سے مخاطب ہوا کہ آپ مجھے معاف کر دیں میں نے آپ کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے بارے میں مجھے کچھ نہیں بتایا تھا۔ آپ ایک مہان مہاتما ہیں۔ آپ میرا گناہ معاف کر دیں۔ کیونکہ میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا ہے۔ مہاتما جی نے جواب دیا کہ میں آپ سے نوکنٹھ سدھی سیکھنے کے لئے آیا تھا۔ جس کی وجہ سے میں آپ کو اپنا گورو مانتا ہوں آپ کو افسوس کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ میں تو آپ سے بات کرنے کے لئے موقعہ کی انتظار میں تھا۔ اس کے بعد پرمانند نے مہاتما جی کے چرن دھوئے اور پھولوں سے اُن کی پوجا کی۔ اور کہا کہ مہاتما جی جو ودیا آپ سیکھنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کو خوشی سے سکھاؤں گا۔ مہاتما جی کو نوکنٹھ ودیا سکھانے کے بعد اُس نے مہاتما جی اور برہمچاری کو کچھ دن وہاں ٹھہرنے کی پرارتھنا کی۔ جو کہ انہوں نے سویکار کر لی۔ سادھو پرمانند اور اُن کے چیلے مہاتما جی کی جیون کتھائیں سُن کر بہت ہی حیران ہوئے۔ مہاتما جی اور برہمچاری کچھ دن وہاں ٹھہرنے کے بعد واپس اپنے غار میں پہنچے۔ (باقی اگلی قسطوں میں)

لابھ چند کوہلی
کوارٹر ۱۱ بلاک ۴
ریلوے کالونی۔ سیوا نگر نئی دہلی ۳

حقیقی آنند کا راستہ امریکہ کے مہاتما جیمز ایلن کی انگریزی تصنیف
BYWAYS OF BLESSEDNESS
کا سلیس اردو ترجمہ۔ قیمت دو روپے۔ 2/0 یوگ واشسشٹ سار، قیمت 3/50
رتن راماین منظوم مجلد قیمت اڑھائی روپے۔ اتم بھوتی پرکاش (ہندی) حصہ چہارم
مصنفہ سنت شری ہری سنگھ جی۔ سالم کپڑے کی مضبوط جلد میں ملبوس صفحات ۲۸۴ قیمت نو ۹/ روپے علاوہ ڈاک خرچ
دو ویک چوڑامنی اُردو۔ اڑھائی روپے۔ وچار مالا اُردو۔ صرف ایک روپیہ۔ دفتر رسالہ اوم دہلی سے منگائیں۔

اوم

ایک گھڑی آدھی گھڑی۔ آدھی سے پُن آدھ

تُلسی سنگت سادھ کی۔ کٹے کوٹ اپرادھ

سنت دارا اور لکشمی پاپی کے بھی ہوئے

سندت سماگم ہری کتھا تُلسی دُرلبھ دوئے

شری برہم لین سوامی رام تیرتھ جی مہاراج کے مکھیہ ششیہ

شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج کا

وارشک اُتسو

گذشتہ کئی سالوں کی طرح اس سال بھی مورخہ ۹، ۱۰، ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۷۲ء بروز اتوار، سوم اور منگلوار مطابق ۲۸، ۲۹، ۳۰ چیت کو یہ اُپروست سنگ شری سوامی گوبند ہری جی مہاراج کی چھتر چھایا میں رشی کیش ریلوے روڈ بھگوان بھون میں شری گنگا جی کے پوتر تٹ پر منایا جارہا ہے۔ دیش بھر کے وِدوان سنت مہاتما اور ست سنگی ملکر سوامی جی مہاراج کو شردھانجلی بھینٹ کریں گے۔ ست سنگ کی گنگا بہیگی۔ اور سُندر ویاکھیانوں کی چرچا ہوگی۔ اس میں قابل ذکر ہستیاں شری ۱۰۸ سوامی ودیانند جی مہاراج منڈلیشور کیلاش آشرم رشی کیش شری ۱۰۸ سوامی چیتن گری جی مہاراج شاستری کیلاش آشرم۔ شری منی ہر ملاپی جی مہاراج۔ سنت ننکا سنگھ جی۔ سوامی گوبند ہری جی۔ سوامی پری پورنا نند جی پوجیہ پنڈت سوامی جگن ناتھ جی۔ پنڈت ہری پرشاد جی۔ بخشی ترسنگھ داس جی۔ بھگت مدن لال جی۔

کے علاوہ کئی اور بھی مقامی مہاپُرش۔ جنتا کے لابھ کیلئے نمنترن کئے جائیں گے۔

آنے والے اصحاب کی رہائش اور خوراک کا پربندھ بھگوان بھون میں ہوگا۔

نمنترت مہاتماؤں کا بھنڈارہ بروز منگلوار گیارہ اپریل کو بعد دوپہر ہوگا۔ آنیوالی سنگتوں کو اپنا بستر ہمراہ لانا چاہئیے

نویدک

شانتی آنند تیرتھ۔ ششیہ سوامی گوبند آنند جی مہاراج

بھگوان بھون۔ نزد سینما۔ ریلوے روڈ رشی کیش ضلع ڈیرہ دون (یو پی)

اوم اوم

شری دیوی وندنا

جے امبے گوری میا۔ جے شیاما گوری
تم کو نشدن دھیاوت ہرتی۔ برھما۔ شو۔ ری۔ جے .. .. ..
مانگ سندھور براجت۔ ٹیکا مرگ مد کو
اجّول سے دوؤ نینا۔ چندر بدن نیکو۔ جے .. .. ..
کنک سمان کلیور۔ رکتا مبر راجے
رکت پشپ گل مالا۔ کنٹھن پر سلجے۔ جے .. .. ..
کیہری واہن راجت۔ کھڑگ کھپّر دھاری
سُر نر مُنی جن سیوت۔ جن کے دُکھ ہاری۔ جے .. .. ..
کانن کنڈل شوبھت۔ ناساگرے موتی
کوٹک چندر دواکر۔ سم راجت جیوتی۔ جے .. .. ..
شمبھ نشمبھ بدارے۔ مہشا سُر گھاتی۔
دھومر ولوچن نینا۔ نشدن مدماتی۔ جے .. .. ..
چنڈ مُنڈ سنگھارے۔ شونت بیج ہرے
مدھو کیٹبھ دوؤ مارے۔ سُر بھے ہین کرے۔ جے .. .. ..
برھمانی رُدرانی۔ تم کملا رانی
آگم نگم بکھانی۔ تم شو پٹ رانی۔ جے .. .. ..
چونسٹھ یوگنی گاوت۔ نرتیہ کرت بھیرو
باجت تال مردنگ اور باجت ڈمرو۔ جے .. .. ..
تم ہی جگ کی ماتا۔ تم ہی ہو بھرتا۔
بھگتن کی دُکھ ہرتا۔ سُکھ سمپتی کرتا جے .. .. ..
بھجا چار اتی شوبھت کھڑگ کھپّر دھاری
من وانچھت پھل پاوت۔ سیوت نر ناری۔ جے .. .. ..
شری امبے کی آرتی۔ جو کوئی نر گاوے
کہت شو انند سوامی۔ سُکھ سمپتی پاوے۔ جے .. .. ..

تعریفی خطوط

Mahant Ram Parkash Dass
Former Health Minister
Darbar Shri Bawa Lal Dyal ji maharaj
Datarpur (Hoshiarpur)

Date 31.1.72

My dear Nanda Sahib,

I have gone through almost half the Parmarth Ank and am compelled to appreciate the contents. The material supplied to the public actually stands on facts and praise worthy. The services you are rendering for the Dharam Parchar in these days through this magazine are highly appreciable. I hope you will continue your devotion for this task upto your last breath. I pray Almighty for your long and prosperous life so that you may prove an asset for this noble cause.

your well wisher,
(Sd)
Mahant Ram Parkash Dass.

از محلانوالہ۔ از جانب امرناتھ۔

شریمان ایڈیٹر صاحب رسالہ اوم

مجھے آپکا رسالہ پڑھنے سے خاص لطف حاصل ہوا ہے۔ ویسے تو پاکستان میں بھی گل بے بجا ہے پڑھنے کا موقع برابت ہوتا رہا ہے۔ لیکن اب خاص خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ویسے ایک عرض ہے کہ بھگتی مارگ پر زیادہ زور دیا کریں اور وہ بھی آسان ڈھنگ سے۔ تاکہ ہر کسی کو سمجھنے کا موقع مل سکے۔ اس وقت ہندو نوجوانوں کو دھرم کے مارگ پر لانے کی از حد ضرورت ہے کیونکہ ہندو نوجوان بھٹک رہے ہیں اور دوسرے مت متانتروں میں جذب ہو رہے ہیں۔ جو بھی آسان مارگ کسی کو نظر آتا ہے۔ اسی راہ پر چل پڑتا ہے۔ کیونکہ دوسرے مت والے آسان ڈھنگ بتاکر ویدانت مارگ سے پرے ہٹا رہے ہیں۔ تو اس وقت ضرورت ہے کہ شنکر اچاریہ جیسے نشکام بھاو رکھنے والے مہاتما میدان میں آئیں اور اس نیک کام میں جُٹ جائیں۔

امرناتھ مدھرہ۔ ریٹائرڈ ٹیچر محلانوالہ۔ ضلع امرتسر۔"

ترقی تو ہوئی ہے...

لیکن آبادی میں اضافہ اقتصادی ترقی کی راہ میں بھاری رکاوٹ بنا ہے۔

* 1960-61ء کی قیمتوں کے مطابق

تصانیف شری کانشی رام جی چاولہ

اردو کی کتابیں

اے مسلم بھائی - (مجلد ۲۷۲ صفحہ) قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ۔ بنگلہ دیش میں جس درندگی اور بربریت سے قتل عام کیا گیا ہے! و تباہی مچائی گئی ہے۔ وہ سراسر قرآن اور پیغمبر اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے۔ اس بات کا واضح اور لاتردید ثبوت اس کتاب کے مطالعہ سے مل سکتا ہے۔ اس میں تحریر کردہ حقائق کو نادرست ثابت کرنے والے کے لئے دس ہزار روپیہ کا انعام رکھا گیا ہے۔"

پریت سنیہے قیمت دس آنہ۔ بھگوان پریم سروپ ہے۔ اس دنیا کے سب کام پریم سے ہی چل رہے ہیں۔ پریم کرنے والا انسان ہی دنیا میں کامیاب رہتا ہے۔ اور بھگوان کا بھی پیارا بنتا ہے۔ اس کتاب میں آپ کو پریم کو ابھارنے والے گیت نغمے اور کویتائیں ملینگی۔ اسے ہم پریم

انگریزی کتابیں (۱) **الومنیشن آف لائف** (ILLUMINATION OF LIFE) قیمت ۲/۸ روپے ہر ایک مذہب میں زندگی کو چمکانے اور پُر سرور بنانے والے کئی اصول بتلائے گئے ہیں۔ ان سب کو یکجا اس میں دیکھئے۔"

وے ٹو سیلف اپ لفٹ (WAY TO SELF UPLIFT) قیمت دس آنہ۔ اگر پستی سے نکلکر بلندی پر اٹھنا ہے تو اس کا مطالعہ کیجئے

ہندی کی کتابیں۔ **آدرش مانو**۔ قیمت چھ ۶/ روپئے۔ مصنف کی مشہور کتاب "انسان" کا ہندی ترجمہ ابھی ابھی چھپا ہے۔ ہندی بھاشی بھائی بہنوں کی یہ خاص مانگ ہے۔ مانو تا یعنی انسانیت پر جامع کتاب ہے۔ قیمت کیا چیز ہے اسکے مطالعہ سے پتہ لگے گا۔"

بلّی کی آنکھوں جیسی چمک

جوتوں پر لانے کیلئے

بلّی شو پالش

بلّی شو کریم استعمال کیجئے

بلّی بوٹ پالش کمپنی دہلی ۶

[illegible]

[illegible]

Monthly 'OM' Delhi
Vol 41 MARCH 1972 Regd. No. D-209

فہرست کتب

دھارمک رسالہ اوم دہلی سے مندرجہ ذیل کتب منگوا کر جیون کو سپھل بنائیں

پرشوتم انکت ۱۹۶۴ء تقریباً پچاس
مضامین کا مجموعہ. قیمت اڑھائی روپے
آستک ناستک سنواد سوامی شو انند جی
قیمت صرف 25 پیسے
برہمچریہ (ڈرامہ) قیمت صرف 50 پیسے.
لندن یاترا اور مرتک آتماؤں کے
ساتھ وارتالاپ قیمت 60 پیسے
روحوں کی دنیا. ساڑھے تین روپے
شریمد بھگوت گیتا مجلد مترجم و تشریح
از شری رام لال پرمارتھی 4½ روپے
یوگ واشششٹ سار اردو 3/- روپے
گیت منظوم از خواجہ دل محمد ایم اے پرنسپل
شلوک وار منظوم ترجمہ ہے قیمت 3/-
جپ جی و سکھمنی صاحب منظوم از خواجہ
دل محمد صاحب ایم. اے. (3/50)
تلسی رامائن مکمل باتصویر مجلد اردو
سلیس زبان میں مع شلوک و ترجمہ 16/50
پربھو کے ساکشات درشن. 1/- روپیہ
تقدیر اور تدبیر کا یکیس رے 1/- "
ستیہ درشن. مصنفہ پروفیسر نرمل چندر جی)
قیمت رعایتی دو روپے (2/-)

گوبند پرکاش (ہندی) قیمت 3½ روپے
وویک چوڑامنی اردو 2½ روپے
وچار مالا 1/- ویدانت دوہے 20 پیسے
آتم جگیاسا 20/- رام گیتا 15 پیسے
میں کون ہوں. قیمت صرف 10 پیسے
آتم اناتم وویک 10 پیسے
کلام مضطر. پچاس پیسے
پرمانند کی پراپتی 75 پیسے
برہم سوتر ہندی 16/- روپے
انوبھوتی پرکاش (ہندی) مصنفہ سری سوامی
گوبند آنند جی مہاراج. صفحات 640
قیمت لاگت کے مطابق 3½ روپے
ہندو دھرم کی عظمت اردو 2/- روپے
انوبھوتی پرکاش ہندی ایڈیشن بھاگ 8/- روپے
شریمد بھگوت گیتا. مترجم بخشی نرسنگھ داس
چھ بھاگ قیمت 6½ روپے
رتن رامائن 2½ روپیہ
حقیقی آنند کا راستہ 2/- روپے
اے مسلم بھائی. قیمت ڈیڑھ روپیہ
پریت سنیہے. قیمت دس آنے.
آدرش ماتا (ہندی) قیمت چھ روپے

امرت بندو (ہندی) قیمت ۱۲ آنے
من جیتے جگ جیت (ہندی)
قیمت تین روپے (3/-)
آدرش پریوار (ہندی) قیمت تین روپے
پردہ مجاز. منشی پریم چند. قیمت چھ روپے
روٹھی رانی. " " " 1/50
کربلا. 3/- خواب خیال 3½ روپے
شیواجی. قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے.
روحانی اشارے. ایک روپیہ چار آنے
سائیں کے سو خیال. ایک روپیہ آٹھ آنے
کبیر بھجناولی. قیمت دو روپے چار آنے
سولہ سنگار: پانچ روپے
بیوی اور بیسوا. گلشن چند زیبا 1/75
رامائن امرت 2/- روحانی ترغیب 2/- روپے
شیو پوران اردو. قیمت چار روپے
یوگ واشششٹ اردو 3½ روپے
انوبھوتی پرکاش ہندی حصہ چہارم 2/- روپے
شنکر دگ وجے ہندی 4/50 روپے
علم الروح. روحانی گیان 2/50 روپے
گھر کا ڈاکٹر اردو مجلد 5/- روپے
سوانح عمری سوامی رام تیرتھ 2/50 روپے

LITHO PRESS, PATAUDI HOUSE, DARYA GANJ, DELHI-6 PH. 274437